قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

ماہنامہ

المرشد

لاہور

تصوف کیا نہیں

تصوف کیلیے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے، نہ تعویذ گنڈوں کا نام ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے، نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے۔ نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے، نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مرید کی پوری اصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت حاصل ہو جائے گی۔ نہ اس میں کشف و الہام کا صحیح اُترنا لازمی ہے اور نہ وجد و تواجد اور رقص و سرود کا نام تصوف ہے۔ یہ سب چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری خرافات اسلامی تصوف کی عین ضد ہیں۔ (دلائل السلوک)

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

ماہنامہ **المرشد** کے

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
مُجدّدِ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ
شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

مشیرِ اعلیٰ

نشرواشاعت : پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم اے (اسلامیات) ایم اے (عربی)

ناظمِ اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین

مدیر : تاج رحیم

بدل اشتراک

فی پرچہ ۱۵ روپے

	سالانہ	تاحیات
پاکستان	۱۶۵ روپے	۲۵۰۰ روپے
غیر ملکی		
سری لنکا بھارت بنگلہ دیش	۴۰۰ روپے	۴۰۰۰ روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	۹۰ سعودی ریال	۷۰۰ سعودی ریال
برطانیہ اور یورپ	۲۵ سٹرلنگ پونڈ	۱۳۰ سٹرلنگ پونڈ
امریکہ	۴۵ امریکن ڈالر	۱۳۰۰ امریکن ڈالر
کینیڈا	۵۰ امریکن ڈالر	۱۳۵۰ امریکن ڈالر

جس بندے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جس نے سب سے پہلے قربانی دی وہ اللہ کا ایسا بندہ تھا جو اللہ کا نبی تھا اللہ کا رسول تھا اور اولو العزم رسول تھا اور اللہ کا خلیل تھا دوست تھا انہوں نے ساری زندگی قربانیاں دیں اور ابتلا سے ان کی پوری زندگی عبارت ہے بچپن میں والدین سے لیکر حاکم وقت تک ٹکراؤ جوانی میں بتوں کو توڑا حکومت سے ٹکرائے ہجرت کی مختلف حکمرانوں سے مقابلے رہے بڑھاپے میں اولاد نصیب ہوئی تو حکم ہوا کہ اسے اس ویرانے میں چھوڑ آؤ سینکڑوں میل مسافت طے کر کے انہیں جہاں آج بیت اللہ ا-ستادہ ہے یہاں چھوڑا آپ علیہ السلام نے نو مولود بیٹے کو اور اپنی محبوب بیوی کو جب کہ یہاں کوئی روئیدگی بھی نہیں تھی کوئی پرندہ پر نہیں مارتا تھا کوئی قطرہ پانی کا نہیں ملتا تھا تو اس بے آب و گیاہ ویرانے میں لق و دق صحرا میں جلے ہوئے سیاہ پہاڑوں کے درمیان جہاں اللہ نے حکم دیا وہاں انہیں چھوڑ کر چلے گئے اسی کم سنی نے اور اسی کی برکت نے اسی کے طفیل زم زم دریافت ہوا جس سے آج تک مومنین سیراب ہو رہے ہیں جس میں اللہ کریم نے ظاہر و باطن کی شفا رکھ دی ہے اور جس کے بارے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ زم زم اتنا نہ پیو جتنی پیاس ہے بلکہ اتنا پیو جتنا پیٹ میں سما سکے اس لئے کہ اس کا اس طرح سے پینا ہر مرض کا علاج ہے اور انہی کے طفیل پھر دوبارہ بیت اللہ کی تعمیر ہوئی حج شروع ہوا اور قیامت تک یہ مبارک فریضہ انجام پاتا رہے گا۔ بیت اللہ کی تعمیر سے قبل اور زم زم کی دریافت کے بعد کیونکہ زم زم تب دریافت ہوا جب وہ بالکل ہی چھوٹے تھے جب ابراہیم علیہ السلام چھوڑ کر چلے گئے اور ایک مشکیزہ پانی کا چند کھجوریں خوراک کی چھوڑ گئے تھے وہ مشکیزہ ختم ہو گیا پیاس کے مارے ماں کے سینے میں بھی دودھ خشک ہو گیا ننھے اسماعیل علیہ السلام نے پیاس سے تڑپنا شروع کیا تو جہاں زم زم ہے وہاں ایک چھوٹا سا بیری جیسا کوئی چھوٹا سا پودا تھا جس کے نیچے مائی صاحبہ نے انہیں لٹایا اور خود کوہ صفا پر چڑھیں کہ کہیں کوئی اثر آبادی کا کوئی پرندہ اڑتا نظر آجائے عرب آثار دیکھ لیا کرتے تھے کہ پرندہ بھی نظر آجائے تو یہ دلیل ہوتی تھی کہ قریب کہیں کوئی نخلستان ہے یا پانی ہے کوئی جانور نظر آئے کچھ اندازہ ہو لیکن ہر طرف خشکی ہی خشکی تھی لق و دق صحرا تھے صفا سے اتریں تو دوسری طرف مروہ پہاڑی پر چڑھیں درمیان میں نشیب تھا پہاڑی سے اترتے بھی بچے کو دیکھتی رہیں جہاں بچہ اوجھل ہو گیا وہاں انہوں نے دوڑ لگائی اور نشیب سے اوپر نکلیں جہاں بچہ سامنے نظر آ گیا پھر چلنے لگ گئیں۔ وہاں گئیں وہاں بھی کچھ نظر نہیں آیا پہاڑی سے اس طرف اتریں تو بچہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے اسے نہیں چھوڑ سکتیں پھر واپس اترنا شروع کر دیا اسی پہاڑی پہ چڑھنا شروع کر دیا درمیان میں اسی طرح دوڑ کے گزریں تو ساتویں دفعہ جب مروہ پہ پہنچیں تو انہوں نے دیکھا کہ جہاں نو مولود ایڑیاں رگڑ رہا تھا بچوں کی عادت ہوتی ہے ننھے بچوں کی کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلاتے رہتے ہیں جہاں اس کی ایڑیاں رگڑ کھا رہی تھیں وہاں سے چشمہ پھوٹ رہا تھا وہ بھاگ کر وہاں پہنچیں پانی نے پھیلنا شروع کر دیا وہ ریت کے کنارے بناتی تھیں روکنا چاہتی تھیں پانی بڑھتا جا رہا تھا تو انہوں نے فرمایا زم زم رک جا ٹھہر جا حضور علیہ الصلواۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اگر مائی صاحبہ زم زم نہ فرماتیں تو یہ چشمہ روئے زمین پر بہتا رہتا اور اس میں کمی نہ آتی اور یہ بات اس طرح بھی ثابت ہے کہ بہت بڑی موٹر سعودی حکومت نے اب اس پہ لگا دی ہے جو رات

دن بے حساب بے پناہ پانی کھینچتی رہتی ہے رات دن چلتی رہتی ہے سال کے بارہ مہینے رات دن کے چوبیس گھنٹے کبھی اس میں کمی بھی نہیں آتی۔

جب تھوڑے سے بڑے ہوئے فلما بلغ معہ السعی جب انگلی پکڑ کر چلنے کے قابل ہوئے ساتھ دوڑنے کے قابل ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے آپ علیہ السلام نے سمجھا کہ اللہ کریم کی رضا اسی میں ہے کہ اس کی محبت میں کوئی شریک نہ ہو محبوب بیٹے کو بھی اس کی راہ میں ذبح کر دیا جائے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بیٹا اللہ کا نبی اور اللہ کا رسول ہے مائی صاحبہ کی اپنی عظمت تھی کہ ابراہیم علیہ السلام جب تنہا اس معصوم کے ساتھ اس ویرانے میں چھوڑ کر چلے تو پوچھا کہ بھئی یہ کیا ہمیں یہاں چھوڑ کر آپ کہاں چل دیئے ہم یہاں کیا کریں گے کس کے سہارے جئیں گے تو انہوں نے فرمایا یہ اللہ کا حکم ہے تو مائی صاحبہ نے فرمایا اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر ان ساری باتوں کا انتظام وہ خود کر لے گا آپ تشریف لے جا سکتے ہیں ان کی یہ کیفیت اور ان کی توکل کا یہ انداز اللہ کو ایسا پسند آیا کہ جب وہ پریشان ہو کر صفا مروہ پہ چڑھیں اور بھاگیں تو تب سے اللہ نے صفا اور مروہ پر بھاگنا اور دوڑنا حج کا رکن بنا دیا اور نبی اور رسول حتی کہ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پہاڑوں پر چڑھے اور اسی طرح درمیان میں سے دوڑ کے گزرے اللہ کو مائی صاحبہ کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ فرمایا۔

ان الصفاو المروۃ من شعائر اللہ- صفا اور مروہ یہ اللہ کی عظمت کے دو نشان ہیں فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم کہ جس نے حج یا عمرہ کیا وہ ان کا طواف بھی ان کے درمیان سعی بھی کرے اور من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم اور جس نے نیکی کے ارادے سے قربانی کے جذبے سے اللہ کے قرب کے لئے یہ سفر کیا یہ سعی کی اس کے لئے بہت ہی عمدہ بات ہے وہ کیفیات رحمتیں جو مائی صاحبہ پر اس بے قراری میں وارد ہوئی تھیں حاجی جب صفا و مروہ پر دوڑ لگاتا ہے تو اس پر اس طرح کے انوار و برکات وارد ہوتے ہیں۔

اس عظمت کے باوجود سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خواب کا تذکرہ مائی صاحبہ سے نہیں کیا بلکہ انہیں فرمایا کہ اسماعیل علیہ السلام کو اچھے کپڑے پہناؤ بالوں کو کنگھی کرو تیل لگاؤ نہلاؤ دھلاؤ ہم باپ بیٹا کہیں باہر جائیں گے انہیں ساتھ لے کر چلے اور منیٰ کے قریب پہنچ کر ان سے بات کی کہ۔

انی اری فی المنام انی اذبحک کہ بیٹا میں نے تو خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں کتنی عجیب بات ہے کہ اس اللہ کی مقرب بندی اللہ کی اس نیک خاتون سے رفیقہ حیات سے بات نہیں کی جو ایثار و قربانی کا مجسمہ تھی اور جس نے اللہ کے بھروسے پر اس ویرانے میں اس نو مولود کے ساتھ رہنا قبول کر لیا تھا ان سے خواب کا تذکرہ نہیں فرمایا اس لئے کہ وہ نبی نہیں تھیں اور نبی پر جو وحی ہوتی ہے اس کی تعبیر جاننا نبی کا کام ہے غیر نبی نبی سے سن کر سمجھ سکتا ہے اپنی طرف سے اس کے معنی نہیں کر سکتا۔ یہ صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام جان سکتے تھے کہ اس سے کیا مراد ہے یہ بھی فرائض نبوت میں سے ہے اسماعیل علیہ السلام نبی تھے بچے تھے لیکن بچوں میں نبی اللہ تھے ان سے بات کی ابراہیم علیہ السلام نے کہ میں نے خواب دیکھا ہے میں

آپ کو ذبح کر رہا ہوں اب یہ اللہ کا رسول اور اللہ کا نبی ہی جواب دے سکتا تھا کہ انہوں نے فرمایا۔

یابت افعل ماتومر۔ انہوں نے کہا ابا خواب نہیں ہے یہ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے آپ اللہ کے خلیل ہیں اولوالعزم رسول ہیں اور رسول کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ مجھے ذبح کریں اس لئے مشورے کی گنجائش نہیں ہے آپ کیجئے یاابت افعل ما تومر اباجان آپ کیجئے اور جیسا حکم دیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ مشورہ کرنے سے آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ آپ رائے لینا چاہتے ہیں کہ اگر میں کہوں تو کریں گے یا نہیں آپ نے تو کرنا ہی ہے مشورہ کرنے سے شاید آپ کی مراد یہ ہے کہ میرا رد عمل کیا ہو گا میں گھبراتا ہوں یا میں اس سے بچنا چاہتا ہوں فرمایا ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین میں بھی اللہ کا ویسا ہی نبی اور رسول ہوں اور جیسا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے ذبح کرنے کا اسی میں میرے لئے بھی حکم ہے کہ سر تسلیم خم کردو آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے میں تڑپوں گا بھی نہیں آپ قربانی دیجئے" سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آخر انبیاء علیہم السلام بھی انسان ہوتے ہیں انسانی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں انہیں بھی دکھ ہوتا ہے درد ہوتا ہے تکلیف ہوتی ہے ایک باپ بھی تھے اور وہ ایک بیٹا بھی تھا ان کی آنکھوں پر بھی پٹی باندھی اپنی آنکھیں بھی بند کرلیں پٹی باندھ لی اللہ کی راہ میں انہیں لٹایا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گردن کاٹ دی خون کی ندیاں بہہ گئیں گردن کٹ گئی ذبح ہونے والا تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے آنکھوں سے پٹی کھول دیکھا تو دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے اور اسماعیل علیہ السلام کھڑے مسکرا رہے ہیں تو پریشان ہو گئے کہ یہ کیا میں نے تو اسماعیل علیہ السلام کو قربان کیا تھا اور دنبہ کہاں سے آیا اور یہ کیا ہوا تو فوراً" بارگاہ الوہیت سے ندا آئی قدصدقت الرؤیا۔ ابراہیم علیہ السلام تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا تو نے تعمیل کر دی اب یہ میرا کرشمہ ہے کہ میں نے اسے بچا لیا میں اس سے کیا کام لینا چاہتا ہوں جنت سے اس کی جگہ دنبہ بھیج دیا کہ میری مرضی لیکن تو نے اپنا کام پورا کر دکھایا ان کی پیشانی نور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی امین تھی ان کی پشت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونا تھا دنیا اس عظیم انقلاب سے آشنا ہونا تھی انہیں باقی رہنا تھا ان کی نسل اللہ کو چلانا مقصود تھا لیکن امتحان ابراہیم علیہ السلام کا بھی مقصود تھا اور یوں قربانی کی تکمیل ہوئی رب کریم نے اس کو حج کے ساتھ لگا دیا حج کرنے والا ضرور قربانی کرے اور عام مسلمانوں کو اس سعادت میں شریک فرمایا کہ روئے زمین پر جہاں کہیں کوئی مسلمان ہے وہ قربانی کرے اور قربانی ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق کرے یہ ضروری نہیں کہ ایک بکرا کر دیا ایک دنبہ کر دیا یا ایک بیل کا گائے کا حصہ لے لیا ختم ہو گیا دو کرے چار کرے دس کرے سو کرے جتنی قربانیاں کر سکتا ہے کرے اتنا اجر پائے گا خدا کی طرف سے اتنی رحمتیں پائے گا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عید قربان پر سو اونٹ قربان فرمائے جن میں سے تریسٹھ اونٹوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے نحر فرمایا اور باقی حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حکم دیا کہ میری طرف سے نحر کردو اور یہ عجیب بات ہے کہ عمر شریف بھی تریسٹھ برس ہی ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس بات کا شاہد ہے کہ قربانی خانہ پری کے لئے نہیں ہے کہ ہم نے ایک بکرا کاٹ دیا قربانی ہو گئی دنبہ ذبح کر دیا نہیں ہر آدمی کی ایک اپنی حیثیت ہے ایک توفیق ہے اور قربانی کے لئے کوئی

نصاب نہیں ہے زکوۃ کی طرح اس لئے کہ یہ اس طرح کا ٹیکس نہیں ہے زکوۃ تو ایک ٹیکس ہے یہ ٹیکس نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کیفیت کو پانے کا ایک ذریعہ ہے قربانی کے جذبے کو پانے کا ایک ذریعہ ہے قرب الہی کو پانے کا ایک ذریعہ ہے ان رحمتوں اور برکتوں کو جو اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر اللہ کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام پر متوجہ ہوئیں ان کیفیات کو پانے کا اور ان میں حصہ دار ہونے کا اور ان سے اپنے دل کو منور کرنے کا ایک سبب اور ذریعہ ہے اس لئے ارشاد ہے قاعدہ ہے سنت ہے کہ جتنی زیادہ کوئی قربانیاں کر سکتا ہے کرے ایک کرے دو کرے پانچ کرے دس کرے پچاس کرے ایک جانور کرے دس جانور کرے سو جانور کر دے اور یاد رکھیں۔

ایک نئی سوچ بھی اس زمانے میں ہے بلکہ اس پہ عمل ہو رہا ہے یعنی جانور کاٹنے کی بجائے پیسے دے دیجئے پیسے کسی اچھے کام پہ لگ جائیں گے ٹھیک ہے پیسے اچھے کام پہ لگ جائیں گے اچھا کام کرنے کا ثواب ہو گا لیکن قربانی ادا نہ ہو گی اور نہ قربانی کا ثواب اور نہ قربانی پر وہ مرتب ہونے والی کیفیت نصیب ہو گی اس لئے کہ وہ کیفیت اسی طرح سے اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے متعلق تھی اور اسی طرح کرنے سے نصیب ہو گی ورنہ عہد نبوی میں بھی مسلمانوں پر جو بڑا مشکل وقت بھی تھا کاروبار سلطنت کے لئے تنخواہیں دینے کے لئے زندہ رہنے کے لئے صبح کو شام کرنے کے لئے کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں منسوخ نہیں فرمائیں یہ نہیں فرمایا کہ قربانیوں کے پیسے جمع کر کے چندے میں دے دو اور پھر حکومت انہیں خرچ کرے گی کسی رفاہی کام پہ لگائیں گے ایسا نہیں کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلکہ جانور اسی طرح ذبح کئے گئے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قربانی کے جانور کو جو رسی ڈالی گئی ہو وہ بھی صدقے میں دے دو وہ بھی پاس نہیں رکھو اور یہ مساکین کا حصہ ہے جس طرح فطرانہ عیدالفطر پر غرباء کو دیا جاتا ہے کہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوں اسی طرح قربانی کا گوشت عام غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے کہ وہ بھی عید کے روز تو اچھی طرح سے کھا پی لیں ان کے پاس بھی کچھ ہو قربانی کے چمڑے بھی صدقہ ہوتے ہیں اور مساکین کا حق ہیں اور سب سے زیادہ حق قربانی کرنے والے کے قریبی رشتہ داروں کا ہے اور پھر قریبی پڑوسیوں کا ہے اہل محلہ پھر اہل شہر کا ہے اہل وطن کا ہے۔ یہاں مصیبت یہ ہے کہ لوگوں نے اسے غنیمت کا مال سمجھ لیا ہے اور سیاسی جماعتیں بھی اپنی سیاست کرنے کے لئے قربانی کے چمڑے جمع کرتی ہیں مزے کی بات یہ ہے کہ خود ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں ان کا ٹی۔اے-ڈی۔اے لیتے ہیں تنخواہیں لیتے ہیں حکومت بنا رکھی ہے اس سے مفاد حاصل کرتے ہیں اور اخراجات کے لئے انہیں قربانی کے چمڑے دو کراچی میں ایم کیو ایم جو دہشت گرد تنظیم ہے لاکھوں افراد کے قتل کی ذمہ دار ہے ان لاکھوں میں ایک صلاح الدین شہید مدیر تکبیر بھی ہے جس جیسے سپوت قوموں کو مدتوں بعد ملا کرتے ہیں۔ سر کاٹنا آسان بات ہے لیکن ایسا سر صدیوں میں پیدا ہوتا ہے اس کا قتل بھی انہی کے ذمہ ہے اور وہ ان سارے اپنے اس خون کی ہولی کو جاری رکھنے کے لئے بھی قربانی کے چمڑے جمع کرتے ہیں عبدالستار ایدھی کے جگہ جگہ قربانی کے بورڈ لگے ہوئے ہیں جماعت اسلامی کے الگ لگے ہوئے ہیں کچھ لوگ اشتہار دے رہے ہیں اور کشمیر کے لئے اور کچھ کابل کے لئے اور کچھ کسی جہاد کے لئے یہ سارے گدھ اس گوشت پر جھپٹ رہے ہیں

جو مساکین کے حصے میں جانا چاہیے اصل میں لوگوں نے اپنی اپنی عیش بنا رکھی ہے اپنے اپنے لئے فنڈ جنریٹ کرتے ہیں باہر کی حکومتوں سے بھی پیسے لیتے ہیں اپنا موج میلہ کرتے ہیں تو قربانی کے چمڑے بھی غریبوں کو دیجئے گوشت بھی غریبوں تک پہنچایئے ایک تو یہ مہنگے ہو گئے پھر غریبوں کا دشمن یہ فریج بھی آ گیا اچھے بھلے امیر لوگ بھی ایک بکرا کاٹتے ہیں اور وہ کچھ آدھا دوستوں کو دیا آدھا فریج میں لگا کر وہ دو مہینے کھاتے رہتے ہیں اور غریب پھر ایک ہڈی کو ترستا ہوا رہ جاتا ہے آپ یہاں گاؤں میں دیکھ لیں جہاں پہلے ہر آدمی کو گوشت ملا کرتا تھا کہاں ملتا ہے غریبوں کو ہر کوئی جو تھوڑا بہت رشتہ داروں کو دے کر باقی اپنا فریج میں جمع کر لیتے ہیں بھائی رکھو ضرور فریج میں لیکن پھر اس کے لئے زیادہ بناؤ دو چار پانچ جانور ذبح کر لو آٹھ دس قربانیاں کرو غریبوں کو فقیروں کو بھی دو پھر اپنے لئے بھی رکھیں اس میں سے منع نہیں ہے لیکن غریبوں کو نہ دے کر رکھنا شاید صحیح نہ ہو اور اصل بات یہ ہے کہ قربانی کر کے بھی اگر خواہشات نفس کا خیال رہے تو پھر اس کا مطلب ہے قربانی ضائع گئی یا قربانی نہیں ہوئی ایک رسم ہو گئی امیر لوگ زیادہ جانور ذبح کرنے کی بجائے پچاس پچاس ہزار چالیس چالیس ہزار تیس تیس ہزار ساٹھ ساٹھ ہزار کا ایک بیل کا یا ایک دنبہ یا بکرا لیتے ہیں بھئی وہ دماغ خراب ہے بیس ہزار بکرے کے کیوں دیئے چالیس ہزار بیل کے پچاس ہزار کیوں دیئے کاٹنے کے لئے یہ جو قربان کرتے ہیں اپنی انا کو قربان کرنے کے لئے لوگوں نے اسے بھی اپنی انا کی تسکین کا سبب بنا لیا کیسی عجیب بات ہے کہ جب بدبختی آتی ہے تو جو چیز بہتری کے لئے تھی وہ نقصان دہ ہو گئی وہ مولانا فرماتے ہیں نا

چوں قضا آید حکیم ابلہ شود
روغن بادام خشکی مے دہد

کہ جب موت آتی ہے تو حکیم یا طبیب یا ڈاکٹر جو ہے وہ پاگل ہو جاتا ہے جو چیز بچانے کے لئے تھی وہ نہیں دیتا دوا ہی ایسی دیتا ہے کہ آدمی اس سے مر جاتا ہے اس کا دماغ الٹ دیتا ہے قادر مطلق یا پھر اگر اس کا دماغ نہ الٹے تو چیز کا اثر بدل دیتا ہے کہ جو چیز بچانے کے لئے تھی وہی موت کا وہی روغن بادام جس کا کام طراوت دینا تھا وہ خشکی دینے لگ جاتا ہے اس کی تاثیر بدل دیتا ہے کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ آپ نے مولانا کے دو شعروں کو ایک کر دیا ایک مصرعہ کسی اور کا ہے دوسرا کسی اور کا ہے میں نے کہا بھئی مطلب دے رہا ہے مجھے تو مطلب سے کام ہے مجھے شعر کی اصلاح کی ضرورت نہیں ہے مقصد بڑا خوبصورت ادا کر رہا ہے کہ

چوں قضا آید حکیم ابلہ شود جب موت آتی ہے تو طبیب اور حکیم بھی بھولنے لگ جاتا ہے یا پھر چیزوں کی تاثیر بدل جاتی ہے۔ روغن بادام خشکی مے دہد - بادام کا روغن جسے تری دینا چاہیے تھی خشکی دینے لگ جاتا ہے یہی حال ہے جب بدبختی آتی ہے تو جو عمل اصلاح کے لئے تھا وہ بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے دیکھو قربانی تھی خواہشات نفس کو قربان کرنے کا سبب اپنی انا کو قربان کرنے کا سبب اور اللہ جل شانہ سے اس قربانی پر ان انوارات کے حصول کا سبب جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر نازل ہوئے وہ انوارات و برکات جو اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھنے پر نازل ہوئے ایک بھیڑ ایک دنبہ ایک بکرا ایک گائے ذبح کر کے ہم لے سکتے تھے اور پھر اس کا اثر آتا اپنی آئندہ زندگی میں کہ ہم خواہشات نفس کو اللہ کی راہ میں حائل نہ ہونے دیتے چہ جائیکہ قربانی ہی خواہشات نفس کی تکمیل کا سبب بن گئی ہم

نے پچاس ہزار کا لیا تھا جانور اور فخر کرنے کا سبب بن گئی تو یہ بد نصیبی کی انتہا ہے کہ جو عمل حیات آفریں تھا وہ موت کا سبب بن گیا بدبختی جب آتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے وجعلنا من الماء کل شئی حیی ہم نے پانی سے ہر شے کو زندگی عطا کی لیکن نوح علیہ السلام کی ساری قوم کے لئے موت کا سبب وہی پانی بن گیا ہوا ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے عاد و ثمود کے لئے موت کا سبب بن گئی اسی طرح قربانی اس جذبے کو اسی کیفیت کو اس حالت کو ابھارنے کا سبب ہے جو اطاعت الٰہی کے لئے مقصود ہے جو خواہشات نفس کو روکنے کے لئے مقصود ہے اور ان انوارات و برکات میں حصہ دار ہونے کا سبب ہے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں اپنا فرزند دلبند قربان کر کے نصیب ہوئیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو جانور ذبح کر کے یہ برکات حاصل کر لیتے ہیں جنہیں یہ شعور نصیب ہو جاتا ہے کہ قربانی کا مقصد خواہشات کو قربان کرنا خواہشات نفس کو قربان کرنا اور اطاعت الٰہی کے جذبے کو اجاگر کرنا ہے اللہ کریم ہمیں اس کی برکات نصیب فرمائے اور اس کا فلسفہ اور اس کا شعور عطا فرمائے ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور ہمارے لئے اسے باعث برکات اور باعث نجات بنائے۔

ضرورت پی ٹی آئی

صقارہ اکیڈمی دار العرفان منارہ ضلع چکوال کو پی ٹی یا ڈرل کورس کا تربیت یافتہ اور تجربہ کار ریٹائرڈ این سی او یا جے سی او کی ضرورت ہے۔ تنخواہ و دیگر مراعات حکومتی سکیل کے مطابق۔..........

خواہش مند حضرات متعلقہ اسناد سمیت ذاتی طور پر پرنسپل کو ملیں۔

سجتی ہے کربلا ہر روز یہاں

مولانا محمد اکرم اعوان

اللہ کریم کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اسلام جیسی نعمت عظمیٰ سے نوازا قرآن حکیم جیسی کتاب عطا فرمائی آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کریم نبی رسول رہنما لیڈر اور قائد عطا فرمایا ان سب احسانات کا شکر ادا کیا جانا ضروری ہے اور شکر ادا کرنے کا سلیقہ اور طریقہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار فرمایا آج ہمارا حال یہ ہے کہ پراگریس کم ہے یا نہ ہونے کے برابر ہے کام نہ ہونے کے برابر ہے اور سوالات اتنے ہیں کہ سمیٹے نہیں سمٹتے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوری زندگی آپ دیکھ جائیے تو بجائے تحقیق و تفتیش کے اس انتظار میں رہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ارشاد فرماتے ہیں اب اس کے بعد کیوں اور کیسے کی بحث میں وہ نہیں پڑتے تھے چونکہ یہ جتنے کیوں اور جتنے کیسے جتنے IFs اور جتنے BUTs لگتے ہیں یہ سارے کم ہمتی' کمزوری' وہ کمزوری مالی ہو وہ کمزوری جسمانی ہو یا وہ کمزوری عقیدے اور ایمان کی ہو لیکن یہ سارے کمزوری کی دلیل ہوتے ہیں اور اسی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہیں یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ آج ایک خط تھا اور مجھے چالیس سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے سلسلہ عالیہ میں اللہ کے احسان سے تو میں نے اتنے عرصے میں آج پہلی بار کسی بندے کو یہ لکھا ہے کہ آپ ذکر کرنا چھوڑ دیں اور مجھے خود عجیب سا محسوس ہو رہا ہے کہ میں نے جب ایک ایک بندے کے لئے محنت کی ہے کہ اسے قائل کیا جائے اسے ذکر پہ لگایا جائے آخر میں نے یہ کیوں کہہ دیا کہ ذکر کرنا چھوڑ دے اس لئے کہا ہے کہ جب تک آپ کو اعتماد حاصل نہیں ہے یہ کوئی Exercise نہیں ہے کہ آپ اس پہ وقت کھپاتے رہیں کوئی ورزش نہیں ہے کہ آپ اس پہ وقت کھپاتے رہیں کوئی شعبدہ بازی نہیں ہے کہ اس کے لئے آپ محنت کریں تو آپ کو کوئی شعبدہ حاصل ہو جائے گا اس کی بنیاد اعتماد پر ہے یقین پر ہے اور اعتماد و یقین کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اسے جو کہا جائے وہ کرنے کے لئے لپکتا ہے۔

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے بعض ایسے لوگ آ جاتے تھے جو بڑے سوال کرتے تھے پھر کہتے تھے ہمیں سلسلے میں شامل کر لیں فرماتے تھے نہیں جب تک آپ کے سوال ختم نہیں ہو جاتے آپ نہ ذکر شروع کریں اور نہ سلسلے میں شامل ہوں چونکہ شامل ہونے کے بعد اگر آپ نے سوال جواب کا سلسلہ شروع کیا تو شاید بات بننے کی بجائے بگڑ جائے گی شروع ہونے یا سلسلے میں داخل ہونے کی بنیاد اعتماد پر ہے تو آپ کے جتنے سوال ہیں یا جتنا تجسس ہے اسے آپ پہلے سامنے لائیں اپنی تحقیق مکمل کریں اور پھر اگر اعتماد ہو تو آگے قدم بڑھائیں اور جب قدم بڑھائیں تو پھر چل کر دکھائیں پھر کیوں اور

کیسے کی بات نہیں ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا پھر چونکہ چنانچہ سے بات نہیں بنتی پھر مزا تب ہے کہ آپ جس سمت بڑھے ہیں وہاں آگے چل کے دکھائیں اور پتہ چلے کہ یہ بندہ اس عزم کے ساتھ اس اعتماد یا اس یقین کے ساتھ اس وادی میں اترا ہے اور اس کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ جہاں جہاں سے گزرتا جائے جہاں جہاں وہ رہے وہاں وہ اپنے جیسے افراد پیدا کرتا چلا جائے کتنی سادہ سی بات ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ سلسلہ عالیہ کے علاوہ کہیں یہ سہولت میسر ہو میں نے اکثر سلاسل تصوف کو دیکھا ہے پرکھا ہے پڑھا ہے یہ سلسلہ عالیہ کی وسیع القلبی ہے کہ یہاں کوئی پابندی مشائخ کی طرف سے نہیں ہے سادہ سا کام ہے کہ آپ قرآن و سنت کا اتباع کیجئے خود پڑھئے ترجمہ پڑھئے کسی قریبی عالم سے سیکھئے کسی مفتی سے مسئلہ پوچھئے کسی مولوی سے پوچھئے کسی دین دار آدمی سے پوچھئے اور کوشش کیجئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو دین پر عمل ہو اور اس سے زیادہ آسانی کیا ہو سکتی ہے ہر سلسلے میں پابندیاں ہیں کھانے پر لوگوں کے ملنے پر نیند پر آنے جانے پر اتنے وقت سے زیادہ سو نہیں سکتے اس طرح لوگوں سے مل نہیں سکتے اس طرح تنہائی میں رہیں یہ کریں وہ کریں یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے بالکل سب سے سادہ اور سہل زندگی جو اس شعبے کے طالبوں کی ہے وہ سب سے زیادہ آسان اور سہل اس سلسلہ عالیہ میں ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ جتنی جلدی اور جتنی برکات اس سلسلے میں نصیب ہوتی ہیں ساری پابندیاں اٹھا کر دوسرے سلاسل میں عمریں لگانے سے بھی وہ برکات نصیب نہیں ہوتیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ پہلے آدمی اعتماد اور اطمینان حاصل کرے ہوتا یہ ہے کہ جب بھی کوئی برتن بھر جاتا ہے وہ از خود بہنے لگتا ہے اور جو چیز اس میں بھری گئی ہے وہی اس کے بہہ کر باہر جاتی ہے اس میں تیل ہے تو تیل بہے گا پانی ہے تو پانی بہے گا دودھ ہے تو دودھ بہے گا شہد ہے تو شہد بہے گا اگر آدمی کو اطمینان نصیب ہو جائے اپنے سلسلے پر اور اپنے طریقے پر اعتماد ہو جائے تو وہ جہاں جائے از خود اپنے سلسلے کی اپنے طریقے کی باتیں اس کی زبان سے نکلتی ہیں وہ اپنے آپ کو روکنا چاہے تو روک بھی نہیں سکتا اس لئے کہ جو برتن بھی بھر جائے وہ بہتا ہے آپ اسے کیا روکیں گے کتنا روکیں گے کب تک روکیں گے جو کچھ اس میں ہے وہ اس سے بہے گا۔

ہاں اگر خود خالی ہے آدھا ہے چوتھائی بھرا ہوا ہے تو زیادہ ہلائیں تو بھی اس میں سے کچھ آواز ہی نکلے گی کوئی چیز باہر نہیں آئے گی خود کو اپنے آپ کو اپنے یقین کو اگر بندہ قائم نہ کر سکے تو پھر وہ ڈگمگاتا رہے گا اس کے اندر سے بجائے عمل کے سوال پیدا ہوتے رہیں گے سوال کیوں پیدا ہوتے ہیں یاد رکھئے سوال جہالت کی دلیل ہوتا ہے اور جواب علم اور جاننے کی۔ سوالوں کے لئے آپ کو کسی کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ نہیں لینا پڑتا یہ ایک پنکھا چل رہا ہے آپ اس پہ پچاس سوال داغ دیجئے یہ کس چیز کا بنا ہوا ہے یہ کس نے بنایا ہے یہ کیوں بنایا ہے یہ کس سے چل رہا ہے اس کا بٹن کہاں ہے اس میں تار کونسی لگی ہوئی ہے یہ کوالٹی ڈسکس کر لیجئے اس کی Age کتنی ہے یہ کہاں سے آیا ہے یہ کس نے خریدا یہ ڈونیشن میں آیا کتنے سوال کرتے چلے جائیں لیکن ادھر آپ کو یہ اعتماد ہے کہ میں نماز کے لئے آیا ہوں مسجد ہے اللہ کا گھر ہے اور مجھے ہوا مل رہی ہے میری توجہ نماز میں ہے مجھے پنکھے کی تحقیق سے ضرورت نہیں ہے میری ضرورت یہ ہے کہ میں اپنی پوری توجہ اس بات پہ لگاؤں

جو بات ہو رہی ہے پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے سجدے ادا کروں اور دعا کروں چلا جاؤں تو پھر کوئی بھی سوال نہیں ہو گا۔

آج جس جگہ پہ ہم کھڑے ہیں اور جو حال ہمارا ہو رہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اعتقاد یقین اور اس کو آپ ایمان کہتے ہیں کی کمی ہے کوئی وجہ ہے کہ چودہ کروڑ مسلمان بستے ہوں اور ان کی حکومت ہو اور ان کی حکومت یہ کہے جی تین سو بندے را (RAW) کے ہندوستانیوں نے داخل کر دیئے ہیں دہشت گردی کر رہے ہیں چودہ کروڑ مسلمانوں کو تین سو بندوں نے تین سو کافروں نے تین سو ہندوؤں نے پریشان کر رکھا ہے عجیب بات نہیں لگتی آپ کو؟ بھئی تین سو بندے چودہ کروڑ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے ان کی جب چودہ کروڑ مسلمان ہیں چودہ کروڑ سلامتی کے داعی ہیں امن کے داعی ہیں عزت و احترام کے داعی ہیں اللہ سے ڈرنے والے لوگ ہیں اپنے حق پر قائم رہنے والے ہیں دوسرے کے حقوق کا تحفظ کرنے والے ہیں یہ صفات ہوں گی تب مسلمان ہوں گے نا اور اگر چودہ کروڑ ہی ان صفات سے خالی ہیں تو ان میں تین سو آئیں یا نہ آئیں یہ خود بھی لڑ کر مر جائیں گے جو اسلام کے نام پر ہم نے اپنا نام اسلامی رکھ لیا ہے اور وہ خصوصیات جو ایک مسلمان میں اسلام دیکھنا چاہتا ہے جو ایک مسلمان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا فرمائیں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے امید رکھتے ہیں۔ ہماری بہت بڑی امیدیں وابستہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلکہ ہماری امیدوں کی ابتدا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے اور ان کی انتہا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہوتی ہے دنیاوی ضرورتیں ہوں زندگی کی بات ہو موت کا مسئلہ ہو برزخ کی بات ہو قبر کی ہو سفر حشر کی ہو یا میدان حشر کی ہو امید ہماری یہ ہے کہ ہر جگہ ہمیں وہ واسطہ وہ ذریعہ وہ نسبت جو ہمیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ کام آئے گی وہی ہماری ڈھال ہے وہی ہماری نجات کا سبب ہے وہی ہمیں قبر کے عذاب سے بچائے گی وہی میدان حشر میں اللہ کی بارگاہ سے ہمیں سرخرو کرنے کا سبب بنے گی ہمیں اتنی بڑی امیدیں ہیں تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے کوئی امید نہ ہو گی جو بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ کو واحدہٗ لا شریک مانتا ہوں اور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق رسول مانتا ہوں تو کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امید نہیں ہے کہ مجھے رسول مان لینے کے بعد یہ میری فرماں برداری کرے گا۔

عاشورہ محرم ہے اور اگرچہ امت فرقوں میں بٹ گئی ہے لیکن ایک بات پہ سارے متفق ہیں اس کے اظہار کے ذرائع یا اس کے اظہار کے طریقے اپنے ہیں شیعہ اپنے طریقے سے اظہار کرتا ہے اہل سنت اپنے طریقے سے لیکن اس بات پہ سب کے دل پہ چوٹ لگتی ہے کہ خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فرد کو کس کس طرح تکلیف مصیبت یا ایذا برداشت کرنا پڑی اور وہ گلے وہ گردنیں وہ چہرے جنہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چوما کرتے تھے بوسے دیا کرتے تھے کس بے دردی سے تپتے ہوئے صحراؤں میں کاٹ دیئے گئے خاک آلود کئے گئے ظلم کی انتہا ہے حد ہے بنی اسرائیل پہ جو قرآن نے کہیں لعنت کی کہیں انہیں اللہ کے غضب کا مستحق قرار دیا بڑی ناراضگی کی اس میں وہ بات بھی دہرائی کہ اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے ایسے بے دین تھے لیکن بنی اسرائیل نے جن نبیوں کو قتل کیا انہوں نے انہیں نبی مانا نہیں ان کے اعلان نبوت اور ان کے انکار کے نتیجے میں انہیں شہید ہونا پڑا یہ کتنی زیادتی کی بات ہے کہ امتی

ہونے کا دعویٰ بھی کیا جائے اور اللہ کے نبی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا بھی جائے اور پھر اسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو وہی لوگ جو امتی ہونے کے مدعی ہیں وہ ذبح کر دیں کاٹ دیں زیادتی کریں تو اس سے بڑی زیادتی کا تو کوئی تصور نہیں ہو سکتا لیکن نبی علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات کو حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے تمام خاندان سے اپنی ازواج مطہرات سے اپنے متعلقین سے ان سب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا دین عزیز تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اسلام کے ایک رکن کو پامال کرنا یہ اس سے زیادہ دکھ پہنچاتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو کسی نے ذبح کر دیا ہو یہ مت بھولئے یہ مت سوچئے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا دکھ نہیں ہوا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مت سوچئے کہ ان کی والدہ محترمہ برزخ میں بھی نہ تڑپی ہوں گی لیکن یہ بھی یاد رکھئے کہ اسلام کا ایک ایک رکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پیارا ہے تو کیا یہاں ہر لمحہ کربلا آپ کو نظر نہیں آتی کیا ایک ہی کربلا کو آپ ہزاروں سال روتے رہیں گے اور جو کربلا روز قائم ہوتی ہے۔جو عزتیں روز لٹتی ہیں جو ظلم روز ہوتے ہیں جو روزانہ سود کھائے جاتے ہیں جو روزانہ زیادتیاں ہوتی ہیں جو جانیں روزانہ ضائع ہوتی ہیں اور جو دین کے احکام روزانہ پامال ہوتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ کربلا اس کربلا سے سخت ترین ہے دین کی حفاظت کے لئے دین کے اعلان کے لئے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اپنے محبوب چچا شہید کروائے اور اپنے ہاتھوں دفن کئے اپنے جانثار بدر و احد میں قربان کئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دس سالہ مدنی زندگی میں چوراسی کے قریب غزوات و سرایہ آئے چوراسی جنگیں ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑنا پڑیں اسلام کے تحفظ اور بقا اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اور کفر کو شکست دینے کے لئے اپنا خون پیش کیا اپنے اعزہ کا خون پیش کیا اپنے خدام کا خون پیش کیا اور اپنے جاں نثاروں کی جانیں پیش کیں اگر آپ کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو پھر یہ کوئی نئی بات نہیں ہوئی یہ بات پھر بدر میں بھی ہوئی یہ باتیں احد میں بھی دہرائی گئیں یہ باتیں ہر غزوے ہر سریے میں دہرائی گئیں اور شہداء اسلام کی کوئی فہرست بنانا چاہے تو میرے خیال میں اس کی عمر ختم ہو جائے گی شہداء کے نام ختم نہیں ہوں گے۔

یہ ساری قربانیاں قبول تھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے احیاء کے لئے اسلام پر کاربند کرنے کے لئے اور ظلم کا مقابلہ کرنے کے لئے لیکن اگر آپ کربلا کے نام پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر شور و غوغا کر کے پٹاخے چلا کر شام کو حلوا کھا کر بیٹھ جائیں اور روزانہ ہزاروں احکام الٰہی روندے جائیں ہزاروں سنتیں پامال ہوں اور دین کی آبرو پامال ہوتی رہے تو یہ کربلا اس کربلا سے سخت ترین ہے اللہ کے نزدیک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اور کتنے مزے کی بات ہے کہ جواری جوا کھیلتے ہوئے سوال نہ کرے شرابی شراب پیتے ہوئے سوال نہ کرے چور چوری کرتے ہوئے سوال نہ کرے قاتل اور ڈاکو قتل کرتے رہزنی کرتے خون بہاتے ہوئے سوال نہ کرے او ظالم کے

بچو کسی کو اللہ اللہ کی توفیق ہو جائے تو اس پر سوالوں کی بوچھاڑ نازل ہو جاتی ہے یہی اتنا بڑا کلم ہے کہ اسی میں شک پڑ جاتا ہے اسی میں تجسس پیدا ہو جاتا ہے ہمارا یہی ایمان تھا جو ہمیں یہودیوں کا غلام بنا گیا جو دنیا کی مردود ترین قوم ہے اور جو اللہ کی بارگاہ سے ذلت لکھوا کر لائی ہے جس کے مقدر میں کر دی گئی ہے کہ تمہیں ذلیل ہی ہونا پڑے گا ذلیل ہو کر ہی رہو گے۔

آج ہم امریکہ کو گالی دیتے ہیں کہتے ہیں کہ امریکہ ظلم کر رہا ہے پھر کہتے ہیں یہ صیہونیوں کی سازش ہے یہودی ظلم کر رہے ہیں ارے یار آپ کو یہودیوں سے آپ کو صیہونیوں سے آپ کو امریکہ سے خیر کی توقع کب تھی کوئی کچھ نہیں کر رہا دشمن اگر دشمنی کر رہا ہے تو اس سے دوستی کی امید کب تھی سوال یہ ہے کہ اسے اتنی جرات کیوں ہوئی کہ ہم کہاں گئے ہم کیا مر گئے ہم کھو گئے ہماری غیرت مر گئی ہمارا ایمان مر گیا کیا مصیبت ہے کسی نے رو دھو کر منہ پیٹ کر سیاہی مل کر سمجھا ہم نے حق ادا کر دیا دوسروں نے محفلیں سجا کر دیگیں پکا کر حلوہ کھا کر سمجھا ہم نے حق ادا کر دیا او میاں یہاں تو چپے چپے پہ کربلا ہے ثابت کرو کون قافلہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کون حسین بننا چاہتا ہے آج کا حسین کون ہے تلاش کرو نکلو میدان میں بتاؤ کسی کو آج پیدا کرو وہ غازی جو حسینیت کا ساتھ دیں آج وہ غازی پیدا کرو جو کربلا میں قدم جما کر کھڑے ہو سکیں آج وہ جرات لاؤ جو حق پر استقامت کا پہاڑ بن کر دکھا سکے آج موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی سچ بول سکے آج کوئی اتنی جرات تو لائے ظالم کو ظالم تو کہہ سکے آج تو ایک وقت کے لقمے پر ہم یزیدوں کو حکمران بناتے ہیں ہم اس عہد کے ظالموں کا گیت گاتے ہیں اور اس عہد کے ظالموں کی مذمت کرتے ہیں کتنی عجیب بات ہے۔

تو میرے بھائی اس کربلا کا حساب ہم سے نہیں لیا جائے گا نہ ہم اس وقت موجود تھے نہ ہمارا وہاں کوئی مشورہ تھا نہ ہماری کوئی مدد تھی اور نہ آج چودہ سو سال بعد ہم یہاں سے کسی پہ توپ داغ سکتے ہیں ہم سے اس کربلا کا حساب ضرور ہو گا جو آج چپے چپے پہ قائم ہے جہاں بھی حق پامال ہوتا ہے وہیں کربلا ہے جہاں بھی ظلم دندناتا ہے وہی کربلا ہے جہاں بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گرائی جاتی ہے وہی کربلا ہے جہاں اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے وہی کربلا ہے اور جہاں کوئی ظالم کو ظالم کہنے کی جرات نہیں کرتا وہی کربلا ہے آج کی کربلا سے سرخرو ہو کر نکلنے کی جرات پیدا کرو اس آج کی کربلا کا حساب مجھے اور آپ کو دینا ہو گا وہ کربلا محرم میں گزر گئی یہاں ہر روز نئی کربلا تپتی ہے ہر روز ہزاروں خون بہتے ہیں ہزاروں عزتیں لٹتی ہیں ہزاروں گھر جلتے ہیں ظالموں کو سلام کیا جاتا ہے مظلوموں کو دھتکارا جاتا ہے کوئی ان کی بات نہیں سنتا عدالتوں میں انصاف وہ ہے جو آپ کو یہودی نے دیا طریقہ کار وہ ہے نصاریٰ کا چھوڑا ہوا نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے یہودیوں کا بنایا ہوا عالمی سودی نظام رائج ہے یہ کربلا اس کربلا سے بڑی ہے اگر اس کربلا میں آپ یہ کہتے ہیں کہ ایک طرف بدکار تھے تو دوسری طرف کوئی بدی کو جھٹلانے والا تو تھا اس کربلا میں تو سارے بدی میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں کوئی برائی کو برائی کہنے کی جرات بھی نہیں کرتا میں آپ کو ایک بات بتاؤں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ جس پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اک نگاہ پڑ گئی وہ صحابی ہو گیا صحابی انسانی کمالات کی اس انتہا پر پہنچ جاتا ہے جس سے اوپر نبوت ہوتی ہے وہ باعتبار علم و فکر کے ہو اور یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ثابت کر دی تاریخ انسانی میں کہ وہ بہترین انسان تھے ایمان کے اعتبار سے

بھی عمل کے اعتبار سے بھی ورع تقویٰ کے اعتبار سے بھی کاروبار کے اعتبار سے بھی اور حکومت و سیاست کے اعتبار سے بھی انہوں نے دنیا کو حکمرانی کے اسلوب سکھائے۔ اب اگر کوئی صحابی بھی ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا رشتہ بھی ہو تو بات دوسری ہو جاتی ہے نور علی نور ہو جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپؓ کی صاحب زادی کا رشتہ مانگا حضرت ام کلثومؓ کا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عمر دیکھیں اور میری بیٹی چھوٹی سی بچی ہے آپ عمر رسیدہ آدمی ہیں اور آپؓ کے پاس پورا خاندان گھر اہلیہ سب کچھ ہے تو یہ کیا بات آپ کر رہے ہیں انہوں نے کہا مجھے شادی کی ضرورت نہیں ہے مجھے ضرورت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ میرا نسب پیوست ہو جائے اور جو میرا بیٹا یا میری اولاد ہو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بھی ہو اور اس بات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رشتہ منظور کر لیا بچی کا عقد کر دیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بندہ ہے اللہ کا جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بھری ہوئی رات تھی ستاروں کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی نیکیاں ایسی بھی ہوں گی جس طرح یہ رات بھری ہوئی ہے آسمان بھرا ہوا ہے اور کوئی حد اور کوئی حساب نہیں بنتا فرمایا ہاں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی نیکیاں بالکل ایسی ہیں جس طرح یہ ستاروں بھری رات تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد۔ فرمایا ان کی بات دوسری ہے وہ بہت آگے ہیں اس چیز میں اب جس بندے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی بشارت بھی دیں عشرہ مبشرہ جنتی ہونے کی بشارت بھی دیں اس کی نیکیوں پہ اتنی دلیل بھی دیں اسے بھی یہ تمنا ہو کہ میرا نسب بھی پیوست ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کو کسی نسب کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی سوائے میرے۔ میرا نسب سلامت رہے گا تو فرمایا میں اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو جو ہو ہی اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو پرورش ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پائے اور جو نہ صرف صحابی ہو بلکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا مبارک خون ہو آپ کیا سمجھتے ہیں وہ شخص عقل میں کسی سے کم تھا سیاسی تدبر میں کسی سے کم تھا کیا اللہ کا وہ بندہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ میں اپنی جان تو چلو گنوا بیٹھوں یہ جو خانوادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے میرے ساتھ اور یہ چھوٹے چھوٹے بچے یہ بیبیاں یہ پردیس یہ مصیبت یہ سارا کیا ہو گا لڑنے کی تو ہم میں سکت نہیں ہے سوائے مرنے کے کوئی راستہ نہیں ہے تو ان سب کا کیا کیا ان کو بچانے کے لئے کچھ تھوڑا سا سمجھوتہ کر لیتے تو اچھا نہ ہوتا۔ آج کا نام نہاد مسلمان تو سمجھتا ہے کہ اسے بڑا دکھ ہے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وہ جو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ دار تھا اس وقت اور خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرد تھا پروردہ گود رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا اسے فکر نہیں تھی کہ یہ خاندان نبوت جو ہے میں اس کو اپنی ذمہ داری پہ صحرا میں لے آیا ہوں اسے بچا کر لے جاؤں وہ جانتے تھے کہ بات کفر اسلام کی نہیں تھی بات اسلام پر اتباع اور عدم اتباع کی تھی یہ کفر اسلام کی بات کوئی ثابت کر ہی نہیں سکتا زبانی کہنا اور بات ہے کسی طرح کسی فرقے کا کوئی عالم کسی تاریخ کسی کتاب کسی حوالے سے کفر اسلام

کی جنگ ثابت نہیں کر سکتا نیک اور بدکار کی جنگ تھی نیک نیکی پہ مصر تھا بدکار اپنی بدی کو منوانا چاہتا تھا کفر اسلام کی جنگ نہیں تھی بدر میں کفر اسلام کی جنگ تھی احد میں کفر اسلام کی جنگ تھی چوراسی غزوات و سرایہ کفر اسلام کی جنگیں تھیں کربلا میں کفر اسلام کی جنگ نہیں تھی دونوں طرف اسلام کو ماننے والے اسلام کا دعویٰ کرنے والے تھے بات صرف یہ تھی کہ ایک طرف وہ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ ہم اسلام کو مانتے ہیں اب اور کیا ہمیں جینا تو اپنی مرضی سے دو اور مزے کی بات یہ ہے کہ یزید کے زمانے میں سودی کاروبار نہیں تھا یزید کے زمانے میں عدالتوں میں برطانوی قانون نہیں تھا یزید کے زمانے میں نظام تعلیم برطانوی نہیں تھا اور اس پر سارا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذبح ہو گیا آج کے یزیدوں کو دیکھو کیا نہیں ہے یہاں آج ہمارے پاس کیا نہیں ہے سودی نظام ہے کافرانہ قانون ہے کافرانہ نظام تعلیم ہے بھئی آج کی کربلا سے کوئی سرخرو ہو کے نکلے تو بات بنے اپنی کربلا کی فکر کرو جس کا حساب ہمیں دینا ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا۔

میں الحمد اللہ اٹھاون سے انکم ٹیکس ادا کرتا ہوں میرے پاس پیسے ہوتے ہیں تو کرتا ہوں اٹھانوے آ گیا میں نے بنک سے الحمد اللہ آج تک کبھی اپنے سرمائے پر ایک پائی سود نہیں لیا یہ اللہ کا احسان ہے لیکن کیا یہ میں ضمانت دے سکتا ہوں کہ میرا پیسہ بنک والے سود پر استعمال نہیں کرتے ارے میں نہیں لیتا تو کیا ہوا نظام تو سودی ہے میرا سرمایہ بھی اگر بنک میں ہوتا ہے تو وہ آگے استعمال تو سود ہی پر ہوتا ہے پھر میں بچ کیسے جاؤں گا یہ بڑی پارسائی تو یہی ہے نا بڑی نیکی تو یہی ہے کہ ہم نے اپنے سرمائے پر سود نہیں لیا لیکن وہ سرمایہ بھی استعمال تو سودی نظام میں ہوتا ہے جب تک یہ نظام نہیں بدلے گا تب تک ہم قافلہ یزید میں ہیں یہ یاد رکھیں اس لئے کہ اگر سمجھوتہ روا ہوتا تو خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے ضرور کر لیا جاتا اتنی بڑی قیمت کوئی اپنی اولاد اپنے بیٹوں اپنے نواسوں اپنی بیٹیوں اپنی نواسیوں کے بارے سوچے ہمارے اپنے خاندان پر یہ بیتے تو کیا ہو۔ کیا گزرے ہمارے دل پر اور جن لوگوں پر بیت رہی ہے ان سے جا کر پوچھیں جو صبح اٹھتے ہیں تو گھر کے پانچ فرد ذبح ہو گئے دس بندے قتل ہو گئے ایس ایس پی کو گولی مار دی گئی اس کے بھائی کا ہارٹ فیل ہو گیا وہ گھر بیٹھا مر گیا کربلا میں بھی اتنا ظلم تو نہیں تھا یار اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' والے ذبح ہو رہے تھے تو کم از کم یزید والے تو محفوظ تھے یہاں تو یزید والوں کا بھی رگڑا نکل رہا ہے یہ کربلا تو اس سے کئی گنا سخت ہے یہاں صرف حسین والوں پہ مصیبت نہیں یہاں یزید والوں کو بھی ساتھ ہی پار لگایا جا رہا ہے ان کے سینے بھی گولیوں سے چھلنی ہیں یہ کربلا تو اس کربلا سے سخت ہے آج کی کربلا کی بات کرو آج کے یزیدوں کی اصلاح کرو آج کے یزید کو یزید کہہ کر دیکھو آج کے ظلم کو ظلم کہو اور یہی تقاضائے اسلام ہے۔ اسلام سمجھوتوں کا نام نہیں ہے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاگل نہیں تھا اپنے عہد کے لوگوں میں سب سے دانا تر اگر تھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا کہ وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کا پلا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان چوس کر بڑا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لب مبارک اس کی گھٹی تھی خون تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری تو ساری زندگی سمجھوتوں پہ گزر رہی ہے ہم میں تو وہ جرات ہی نہیں ہے ہمیں تو خواب آ جائے کہ حکمران یا حکومت ناراض ہو جائے گی تو ہماری نیند ٹوٹ جاتی ہے

تو میرے بھائی میں تو عاشورہ محرم پہ یہی کہہ سکوں گا کہ آج کربلا کی بات کرو۔

آگ ہے اولاد ابراہیم علیہ اسلام ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے!

بالکل وہی بات ہے آج کربلا بھی ہے یزیدیت بھی ہے یزید بھی ہے انتظار ہے تو کسی حسین کا آج دیکھتے ہیں کہ آج کا حسین کون کہلاتا ہے قافلہ حسین میں کون شریک ہوتا ہے کون وہ جذبہ حریت زندہ کرتا ہے اور کون باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے باطل کہتا ہے کون ظلم کو ظلم اور ظالم کو ظالم کہنے کی جرات کرتا ہے اس بات پہ فکر کرو اللہ سے توفیق مانگو جرات مانگو ہمت مانگو ایک ایک بندے کو اس فلسفے کا قائل کرو اور اس پہ محنت کرو کہ یہ قافلہ حسین بن سکیں پھر سے کوئی احقاق حق کے لئے میدان میں اتر سکے۔

محمد بن خوارزم رحمتہ اللہ علیہ وہ آخری سلطان تھا جو تاتاریوں کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہا اور پھر ہندوستان کی طرف نکل آئے تو جب وہ اس طرف نکلنے کا ارادہ کر رہے تھے تو انہیں کسی دوست نے کہا کہ فلاں جگہ کچھ لوگ ہیں کچھ فلاں جگہ ہیں کچھ فلاں جگہ ہیں اور وہ سب آپ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو انہوں نے بڑی عجیب بات فرمائی انہوں نے کہا دیکھو میں مقدور بھر لڑ چکا ہوں اور اب میں نہیں چاہتا جو بچے کھچے مسلمان ہیں انہیں دس دس بیس کی ٹولیوں میں لا لا کر تاتاریوں سے ذبح کراتا رہوں مسلمانوں کو مروانا مقصد نہیں ہے ظلم کو روکنا مقصد ہے اگر مجھے یہاں فتح نہیں ملی تو میں کسی اور محاذ پہ نکل جاؤں گا چنانچہ وہ دریائے سندھ عبور کر کے شمس الدین التمش کے پاس چلے آئے۔

تو کسی تحریک کسی موومنٹ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ دس بیس پچیس مسلمانوں کو جمع کر کے ان کو حکومت کا زیر عتاب بنا کر جیلوں میں بھجوا دیا جائے یا قید کرا دیا جائے ملاکنڈ والوں کی طرح یا فوجی حکمرانوں کی بغاوت کی طرح مقصد نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جمعیت پیدا کرو ایک ایک بندے کے ساتھ محنت کر کے جو مجبور کر دے ایوان اقتدار کو اسلام کو زندگی کا اصول ماننے پر اور جو ظلم کو باطل کو اس ملک سے رخصت ہونے پہ مجبور کر دے جس کام کا کوئی نتیجہ ہو محض جذبات میں آ کر نعرہ لگوا کر دس بندوں پہ گولی چلوا دینا یہ کام نہیں ہے کوئی بڑا کام نہیں ہے اور یہ کوئی پاگل بھی کر سکتا ہے اپنی اپنی کارکرگی کا جائزہ لیجئے دیکھئے پہلے وہی بات پہلے خود کو مطمئن کیجئے کہ جو میں کر رہا ہوں یہ حق ہے جب اپنے دل میں اس پر کوئی سوال نہ رہے پھر آپ میں وہ قوت آ جائے گی کہ آپ دوسروں کو بھی قائل کر سکیں اور اس عہد کی ضرورت ہے ایک قافلہ حسین ترتیب دو جو اس عہد کے یزید کو روک سکے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے ساتھی عبدالرؤف (گجرات) کے والد محترم اور والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے فوت ہو چکے ہیں ان کے لئے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی سردار رسول میر، شیر جہاں میر کی والدہ ماجدہ اور صوفی محمد امین (کوٹلی ستیاں) کی اہلیہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انکے لئے ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

مجمع البحرین

امتیاز ازہر

دارالعرفان منارہ کا سفر ہر بار روح کو نئی تازگی عطا کرتا ہے اور باقی ماندہ حیات مستعار کے لئے نئی امید اور جذبہ تو بخشتا ہے۔ رمضان المبارک کے سعادت بھرے لمحوں کا آخری عشرہ تھا کہ رخت سفر دارالعرفان منارہ کی طرف باندھا سکندر ہمراہ تھا۔ ایک دن پہلے عمر سے پروگرام بنا کہ سرگودھا تک ہم اکٹھے جائیں اور آگے بس کے ذریعے منارہ پہنچیں۔ خیر سرگودھا پہنچنے پر نجانے کیوں عمر کا ارادہ بھی بن گیا اور یوں ہم تینوں گاڑی پر سوار منارہ کی طرف جا رہے تھے باتوں باتوں میں بات چلی تو ان کی بات چل نکلی۔ دل بیتاب تو تھا ہی جو ذکر چھڑا تو شوق ملاقات نے مرشد آباد کے سفر کا مژدہ سنانا شروع کیا اور پروگرام یہ طے پایا کہ وہ رات دارالعرفان گزار کر اگلے روز مرشد آباد جائیں گے۔

دارالعرفان پہنچے تو ڈاکٹر رضوان ساجد اور واحد صاحب بھی پہنچ گئے اور یوں وہ بھی پروگرام میں شرکت کے لئے تیار ہو گئے گاڑی ایک تھی اور ہم ٹوٹل چھ بندے تھے پہلے سوچا کہ احباب تنگ ہوں گے پھر کسی بار پروگرام بنا لیں گے لیکن عطائے رب کریم سے کال یہ سفر ہونے کا مصمم ارادہ ہو گیا۔ رات ہو گئی لیکن نجانے کیوں ساڑھے تین بجے خود بخود آنکھ کھل گئی۔ ۹۸-۱-۲۳ بروز جمعتہ الوداع سحری سے فارغ ہو کر ہم تقریباً ۳۷-۵ پر صبح سویرے گاڑی پر روانہ ہوئے ڈرائیونگ عمر صاحب کر رہے تھے سڑک کے دونوں اطراف تاریکی میں ڈوبے ہوئے درخت حسرت سے روشنی کی طرف دیکھ رہے تھے جو گاڑی کی لائٹوں سے آگے کو بھاگی جا رہی تھی۔ یہ تو بخیل تھی اس کی وسعت محدود تھی لیکن قربان جائیے خورشید جہاں تاب کے کہ آس پاس کے درخت تو کیا پورے جہان کو روشن کر دیا اس کا احساس ہمیں اپنی منزل پر جا کر ہوا۔

پیل موڑ سے دائیں طرف مڑے تو سنگ میل پر تحریر تھا تلہ گنگ ۴۴ کلو میٹر اسی راستے پر آگے جا کر سڑک تھوڑی خراب تھی شاید مرمت کا کام جاری تھا عمر صاحب تو گاڑی کو سیدھا اوپر چڑھانے لگے تھے شاید سلطان محمد گولڈن کا ریکارڈ تو توڑ جاتے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری ہڈی پسلی کا بھی کچھ ہو جاتا کہ ایک ٹرک آتا دکھائی دیا اور یوں سڑک سے نیچے اتر کر تھوڑی دور تک چلنا پڑا چونکہ ٹرک بھی اسی راستے آ رہا تھا اور کچھ ہی آگے چل کر اس سڑک پر چڑھ گئے۔

نماز فجر کا وقت ہو رہا تھا تقریباً ۳۰-۶ بجے جامع مسجد غوثیہ ڈھوک راجہ ملک وال میں نماز فجر ادا کی۔ تلہ گنگ پہنچے اور بائیں طرف میانوالی کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئے یہاں سے دائیں طرف کو جانے والی سڑک راولپنڈی کی طرف جاتی ہے یہاں سے ونده شاہ بلاول ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جہاں ہمیں پہنچنا تھا راستے میں قاضی کوٹ آتا ہے اور یہاں سے ۹ کلومیٹر کے فاصلے پر ونده شاہ بلاول ہے۔ ونده سے ایک سڑک داہنے کو مڑتی ہے یہاں پانچ چھ بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ ونده سے دائیں مڑ کر تھوڑی دور ایک پلی ہے پلی کو چھوڑ کر بائیں

مڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ بالکل قریب قریب دو راستے ہیں بائیں والے کو چھوڑ کر دائیں والے پر ہو گئے کل تقریباً" پانچ جگہیں ایسی آئیں کہ بایاں راستہ چھوڑ کر دائیں طرف چلے۔ تیسری جگہ سے آگے پکی سڑک شروع ہو جاتی ہے اس کے دائیں طرف ایک قبرستان اور مسجد ہے۔ یوں ونڈہ سے کچی سڑک آتی ہے درمیان میں پکی سڑک تھی اور آگے پھر کچی سڑک شروع ہو گئی۔ آگے دو جگہ پر داہنی چھوڑ کر بائیں طرف ہونا پڑا اور یوں سامنے مرشد آباد کی وہ مسجد نظر آنے لگی جہاں حضرت الکرمؒ کی آخری آرامگاہ ہے۔

ارد گرد کھیت میں ہریالی اور سبزہ صبح کی روشنی میں چمکتا دکھائی دے رہا تھا اچھی خاصی مسجد ہے جس کا نام مسجد اویسیہ الفقرا ہے۔ ایک ہال، برآمدہ اور صحن بائیں طرف وضو کی جگہ ہے مسجد کے ہال کے دائیں طرف مسجد سے ملحقہ جگہ پر چار دیواری ہے جو تین فٹ کے قریب ہو گی اس میں دو کچی قبریں ہیں نہ کوئی تحریر، نہ گنبد، نہ چراغ، نہ کبوتر کی غٹرغوں، نہ دال، نہ شیرینی، نہ کوئی زائر اور دل تھا کہ کھنچا چلا جا رہا تھا جیسے لوہا چون کسی طاقتور مقناطیس کے فیلڈ میں آجاتا ہے۔

راستے میں آتی دفعہ ہم دو بار کسی اور راستے پر چل نکلے دو مرتبہ کسی مقامی سے راہ پوچھنا پڑی۔ ہم سب راہ گم کردہ مسافروں کی طرح کھڑے تھے اور دل پر یہ آیتہ اکریم بار بار آ رہی تھی کہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یہ وہ آیت ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہم سفر سے فرمایا تھا کہ میں اس وقت تک نہ ملوں گا جب تک مجمع البحرین تک نہ پہنچ جاؤں یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ ارشاد فرما رہے تھے سامعین پر رقت طاری ہو گئی کسی صاحب نے پوچھا کہ آپ سے بڑھ کر کوئی عالم ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں بجائے اللہ کی طرف نسبت کرنے کے آپؑ نے نفی میں جواب ارشاد فرمایا تو اللہ نے وحی کی مجمع البحرین پر میرا ایک بندہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت دی اور علم لدنی عطا کیا ہے نشانی یہ بتائی کہ تلی ہوئی مچھلی لے جاؤ جہاں وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی جائے وہاں پر وہ بزرگ تشریف فرما ہوں گے۔ آپؑ حضرت یوشع بن نون کو لے کر روانہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں اس وقت تک نہ ٹلوں گا جب تک اس بندے تک نہ پہنچ جاؤں۔

یہ وہ تڑپ ہے جو ایک بندے کو راہ حق پر گامزن کرتی ہے اور حقیقت شناسی کی نعمت عطا کرتی ہے اور رب کریم کی نعمتوں اور ابدی سعادتوں کو پا لینے کی جستجو بخشتی ہے اور راہ حق میں آنے والی تمام مصیبتوں پریشانیوں اور تکلیفوں کے باوجود منزل کی طرف رواں رہنے کا عزم عطا کرتی ہے اگر یہ تڑپ نہ ہو تو کبھی انسان منزل رسیدہ نہیں ہوتا بلکہ منزل سے بے خبر بھی رہتا ہے۔

گر نہ خورشیدے جمال یار گشتے رہ نموں
از شب تاریک غفلت کس نہ بردے راہ بروں

چنانچہ بہت دور جانے کے بعد وہ مچھلی دریا میں کود گئی واپس اس جگہ آئے تو دیکھا کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ اللہ کا وہ بندہ تشریف فرما ہے جس کی طرف حضرت موسیٰؑ گئے تھے۔ آپؑ نے سلام کیا اور پوچھا کہ وہ علم جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اس کے سیکھنے میں میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں؟ تو حضرت خضرؑ نے جواب دیا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اس لئے کہ آپ نبی ہیں اور ظاہری شریعت کے مکلف ہیں۔ رشد و ہدایت کے

امور کے متعلق ہی حضرت موسیٰؑ نے بات کی تھی لیکن حضرت خضرؑ ان امور کی بات فرما رہے تھے جن کا ہونا شریعت ظاہری کے تابع نہیں جیسے کافر زندگی بھر کھاتا پیتا ہے سورج چاند وغیرہ سب نعمتوں سے مستفیض ہوتا ہے اور مرتا بھی ہے لیکن اس کی زندگی نیک بندوں کی عبادت کے مرہون منت ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے گا۔ گویا زمین و آسمان کی بقا بھی اتباع شریعت کرنے والے لوگوں کے دم سے ہے جب یہ ختم ہوئے زمین و آسمان ٹوٹ جائیں گے۔

بہرحال حضرت نے ایک شرط عائد کی کہ دوران سفر سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود اس کی تاویل بیان نہ کروں۔ حضرت خضرؑ نے کشتی توڑی' ایک بچہ قتل کیا اور جس بستی والوں نے کھانا دینے سے انکار کیا ان کی دیوار سیدھی کر دی۔ تینوں مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے سوال کیا کہ ایسا کیوں کیا۔ تیسری مرتبہ حضرت خضرؑ نے فرمایا ھذا فراق بینی و بینک یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ اور اپنے رب کے عطا کردہ علم سے تینوں کاموں کے دلائل پیش کئے کہ یہ کام میں نے اس وجہ سے کیا۔ کچھ لوگ اس واقعہ کو بنیاد بنا کر جھوٹی ولایت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے اس واقعہ کو بھی غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امت محمدیہؐ میں شریعت ظاہری کی اتباع کے بغیر کوئی ولایت نہیں۔

تو باطنی علوم و حصول تزکیہ کی شرط اول یہی ہے کہ کامل اتباع شریعت ہو اور شیخ سے قلبی عقیدت ہاں اعتراض راستے جدا جدا کر دیتا ہے چنانچہ زبان بند کی۔ آنکھیں بند کی اور گردن جھکا کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے بقول حضرت مدظلہ العالی

آنکھیں بند ہیں گردن نیچی دل کی دھڑکن تک خاموش
دیکھنے والوں کو تو ہم نے یوں بھی سکتے دیکھا ہے

تھوڑی دیر مراقب رہے۔ دل یہ آواز دے رہا تھا آہ خوابیدہ ہے کس درجہ کا مسجود ملک ڈھونڈنے والوں کو یہ کیسا جہاں تجھ سے ملا حیات النبیؐ پر لمبی بحثیں کرنے والے اور حیات بعد الموت کا انکار کرنے والوں کے لئے دلیل کہاں سے لائی جائے اور کیسے بتایا جائے کہ ان الفاظ کا حقیقی مفہوم و مطلب کیا ہے اور کس طرح برزخ والے لوگ دنیا والوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور کیسے انوار و تجلیات باری کو منعکس کرنے کا سبب بنتے ہیں اور دنیا والے یقین کی مضبوطی اور عزم نو سے مصروف اطاعت الٰہی ہو جاتے ہیں۔

پھر ذکر شروع ہوا۔ ذکر و مراقبہ ملا کر تقریباً ایک گھنٹہ اور بیس منٹ گزر گئے انوارات اس قدر زور دار انداز سے آئے کہ سمندر کی لہروں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہر طرف ایک عجب کیفیت کی حالت طاری ہو گئی تنگی والوں پر حسرت ہو رہی تھی اور حضرتؒ کی فیاضی پوری جوبن پر تھی اور اندازہ ہو رہا تھا کہ حقیقی برکات ذکر کا پتہ تو ان اہل اللہ کے پاس آ کر ہوتا ہے دور بیٹھ کر فتوے لگانے والوں اور سوال و جواب کی چکی میں پسنے والوں کو کیا خبر کہ یہاں کونسے جواہر ریزے لٹائے جا رہے ہیں۔

دریغا زندگانی رفت برباد
زجور نفس امارہ فریاد
بیاور خدمت روشن ضمیر
زپا افتادگاں را دستگیر

تمام ساتھیوں کو توجہ خاص نصیب ہوئی اور وجود پہلے سے بہت زیادہ روشن ہوئے ایک ساتھی پر استغراق

کی کیفیت طاری ہوئی یہ خاص کیفیت ہے کہ انسان ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو جاتا ہے اور مادی دنیا سے رابطہ تھوڑی دیر کے لئے کٹ جاتا ہے انسان بول نہیں سکتا لیکن ہوتا اسی دنیا میں ہے جو مقام اللہ نے حضرتؒ کو دیا اس کو کچھ اندازہ ہوا کہ حضرتؒ کی روح مبارک کو حضورؐ رحمت دو عالمؐ کی روح پر فتوح سے عین متصل پایا۔ پھر دربار نبویؐ میں حضرتؒ نے ایک نگاہ جماعت کے سارے ساتھیوں پر کی اور وہاں بھی ساتھیوں کو ترقی نصیب ہوئی اور بھی کیفیات ہیں جنہیں الفاظ میں دھارنا مشکل ہے یہ سب کچھ اس لئے لکھ دیا کہ شاید کوئی درد مند دل طالب رضائے الٰہی بن جائے اور نام نہاد تصوف کو چھوڑ کر حقیقی تصوف کو دیکھ پائے اور سمجھے کہ اہل اللہ کے وجود کس نعمت عظمیٰ کے امین ہیں۔

دعا سے فارغ ہو کر آنکھ کھولی تو دیکھا کہ یہاں مجمع البحرین تو نہیں بلکہ دو تین کھیت آپس میں مل رہے ہیں۔ ہمارے لئے تو یہی مجمع البحرین ہیں۔

جمعہ دارالعرفان منارہ حضرت جی مدظلہ (مولانا محمد اکرم اعوان) کی امامت میں پڑھنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے سوئے منارہ روانہ ہوئے۔ جمعۃ الوداع کا موقع تھا کافی ساتھی جمع ہوئے۔ حضرت مدظلہ کا بیان منافقوں کے کردار کے بارے میں تھا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کا راستہ روکتے ہیں اور ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ فرماتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔

حضرت مدظلہ نفاذ اسلام کے لئے عامۃ المسلمین کو جمع فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ قلبی روشنی بھی لٹاتے ہیں جس کے بارے اقبالؒ مرحوم نے بھی لکھا تھا۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اور حضرت مدظلہ نے فرمایا

آتی ہے نظر گنبد خضری کی روشنی
پھیلی ہے چار سو شہ بطحا کی روشنی

یوں جہاں سے چلے تھے وہیں آن پہنچے یعنی دارالعرفان منارہ کاش انسان بھی وہیں آن پہنچے جہاں سے چلا ہے۔

اے نفس مطمئنہ
لوٹ آ اپنے رب کی طرف راضیہ مرضیہ بن کر
"میرے بندوں میں داخل ہو جا
اور میری جنت میں داخل ہو جا"

تدبر قرآن

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل درجہ کا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک علم حاصل نہ کر لے"۔

- عالم بلا عمل کے نہیں ہو سکتا۔
- عمل بغیر زہد کے نصیب نہیں ہوتا۔
- زہد بلا تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا۔
- تقویٰ بغیر انکساری کے حاصل نہیں ہوتا۔
- اور نفس کی معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک قرآن مجید میں تدبر و تفکر نہ کیا جائے (الحدیث)
- جب قرآن مجید تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو شاید تم پر بھی رحمت ہو جائے۔ (الاعراف ۲۰۴)

حساب کی گھڑی

مولانا محمد اکرم اعوان

سورۃ الانبیاء شروع ہوتی ہے اور سترھواں پارہ یہاں سے شروع ہوتا ہے پہلی آیات مبارکہ ہیں ارشاد ہوتا ہے اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلته معرضون۔ لوگوں کے لئے حساب کی گھڑی بہت قریب ہوتی جارہی ہے ہر لحہ اس مدت کو کم کرتا چلا جارہا ہے ہر قدم اس فاصلے کو کم کرتا چلا جارہا ہے اور باوجودیکہ قیامت سرپہ کھڑی ہے قیامت دو طرح سے ہے قیامت کبریٰ اور قیامت صغریٰ ایک قیامت وہ ہے جب تمام مخلوق ایک جگہ جمع ہو کر اللہ کے روبرو پیش ہو گی ایک چھوٹی قیامت موت بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من مات فقد قام قیامته او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کی موت آتی ہے ایک طرح سے اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی اس کی محاسبہ کی ابتدا ہو گئی اور قیامت کا اس کے لئے دروازہ کھل گیا موت کی گھڑی دبے پاؤں چپکے چپکے لحہ بہ لحہ قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے کوئی نہیں جانتا کہ اگلا سانس آئے گا بھی یا نہیں اس کے باوجود فرمایا نہ صرف غفلت میں ہیں۔ معرضون۔ اللہ کی طرف منہ پھیرے ہوئے ہیں دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتے بات تک سننا گوارا نہیں کرتے اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہے پہلے بھی اس طرح ہوتا رہا ہے۔

مایاتیهم من ذکر من ربهم محدث الا استمعوه وهم یلعبون ○ پہلے بھی اس طرح ہوتا تھا جب انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے اور کوئی نئی بات بتاتے نئی بات انبیاء علیہم السلام کونسی بتایا کرتے تھے ہر نبی اپنے قوم یا اپنے علاقے کو یا اپنے اس علاقے کے بسنے والے لوگوں کو جہاں وہ مبعوث ہوتا ہے اپنے زمانے کے لئے زندگی گذارنے کے حقوق و فرائض کے احکام بیع و شرائع خرید و فروخت کے اسالیب اور طریقے بتایا کرتا وہ نئی تو باتیں تھیں جو انبیاء علیہم السلام بتاتے تھے عقیدہ اللہ کے بارے آخرت کے بارے فرشتوں کے بارے حساب کتاب کے بارے تو وہ تو کوئی نئی بات نہیں ہو سکتی تھی وہ تو وہی ہوتا تھا جو پہلے انبیاء علیہم السلام بتاتے تھے نئی بات یہ ہوتی تھی کہ بعض چیزیں ایک دین میں حلال ہیں دوسرے میں حرام ہو گئیں اس میں اوقات عبادات مختلف ہیں اس میں مختلف ہیں اس میں خرید و فروخت کے طریقے مختلف ہیں اس میں مختلف ہیں تو جب وہ نئی بات آئی۔ محدث کوئی نئی بات آئی الا استمعوه لوگ اسے سنتے وهم یلعبون ○ اور مذاق اڑاتے اپنے مشاغل میں مست رہتے جو جی چاہتا وہی کرتے اور اسے کھیل سمجھتے کیوں آخر۔ جب انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے نبی جو بات بتاتا اللہ کی بات ہوتی بتانے والی زبان نبی اور رسول کی زبان ہوتی اللہ کا کلام ہوتا تھا تو پھر کیوں اس پہ لوگ اس کی پرواہ کیوں نہیں کرتے تھے فرمایا لاهیة قلوبهم۔ اس لئے کہ ان کے دل غفلت

میں پڑے ہوئے ہیں نبی کی بات یا اللہ کی بات یا دین کی بات یا کتاب اللہ کی بات کو سمجھنا یا اس سے لطف اندوز ہونا یا اس سے اثر پذیر ہونا یا اس کی گہرائی کو پانا یہ دماغ کا کام نہیں ہے یہ دل کا کام ہے دماغ حاضر بھی ہو دماغ چونکہ مادی ہے خود مادے سے بنا ہوا ہے تو پھر اس میں جتنی لیاقت جتنی قوت جتنی استعداد ہے وہ مادی بدن کو قائم رکھنے اور مادی چیزوں کے استعمال یا ان کے حصول کے لئے ہے یعنی اس کا سارا کھیل ہی مادے کے ساتھ ہے جبکہ اللہ کی بات اللہ کی ذات سے آتی انبیاء علیہم السلام اللہ کی برکات بانٹتے تو دماغ سے زیادہ قیمتی جگہ دل ہے جو بنیاد ہے ایمان و شعور کی جو بنیاد ہے راحت و سکون کی جہاں خواہشات اور آرزوئیں جنم لیتی ہیں دماغ تو ان کی تکمیل کے ذرائع تلاش کرتا ہے تو انبیاء علیہم السلام کی بات چونکہ قلوب پہ اثر کرتی تھی اور یہ ایسے بدبخت تھے۔ لاهیتہ قلوبھم۔ ان کے دل غفلت کا شکار ہو چکے ہوتے تھے واسروا النجوی الذین ظلموا پھر یہ آپس میں یہ ظالم لوگ ہر وہ بندہ جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو قبول نہیں کرتا قرآن اسے ظالم کہتا ہے تو یہ ظالم آپس میں لوگوں سے بچا کر آپس میں باتیں کرتے سرگوشیاں کرتے اور کہتے۔

هل هذا الا بشر مثلكم یہ بھی تو تمہاری ہماری طرح انسان ہی ہیں یہ نبی کونسے فرشتے ہیں کونسی کوئی الگ مخلوق ہے کیوں ان کی بات مانیں یہ بھی ہم جیسے لوگ ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں ہماری طرح سوتے جاگتے ہیں پھر کیا وجہ ہم اپنا شعور اور اپنی عقل چھوڑ دیں اور ان کی بات مان لیں افتاتون السحر و انتم تبصرون ○ تو پھر لوگ کہتے کہ نہیں یار کمال تو ہے چھوٹی سی بات جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی بہت بڑی ہوتی ہے وہ حل کر دیتے ہیں پھر ان سے معجزات کا ظہور ہو تو کہتے ہیں یار یہ جادو کے کرشمے ہیں جادو ٹونے ہیں چھوڑو ایسی باتیں۔

ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو اپنے لئے نہیں سمجھا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہے یہ گزر گئے یہ پہلی قومیں تھیں ان کا ذکر ہو رہا ہے وہ اس طرح کرتی تھیں ان کے ساتھ یہ سلوک ہو گا یہ ہماری بات نہیں ہو رہی حالانکہ قرآن اپنے نزول سے لیکر قیامت تک آنے والے ہر بنی آدم کو مخاطب کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہر اس انسان کے لئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لیکر قیامت تک روئے زمین پر کہیں بھی ہو جس طرح باقی انبیاء علیہم السلام زندگی کے نظام لائے اسی طرح آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندگی کا کامل نظام لائے۔ اس نظام میں امور سلطنت سے لیکر امور خانہ داری تک تمام احکام واضح فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صرف عطا نہیں فرمائے ایک اسلامی ریاست بنائی اس ریاست میں وہ سارے اصول و قوانین رائج فرمائے اور ان کی برکات یہ ہوئیں کہ اس چھوٹی سی ریاست نے ربع صدی میں روئے زمین کو مسخر کر دیا اور اتنی بڑی ریاست بنی کہ جس کی حدود چین سے افریقہ تک اور ہسپانیہ سے جاپان تک پھیلی ہوئی تھیں اس ساری معلوم دنیا کے تین چوتھائی حصوں پر اسلامی ریاست بنی اور اس ساری ریاست میں سیاست بھی حکومت بھی عدالت بھی خرید و فروخت بھی معاملات بھی اخلاقیات بھی سارے وہ تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے اور انسانی تاریخ میں روئے زمین پر بنی آدم کے لئے سب سے بہترین دور وہ تھا جب وہ اسلام کے زیر نگیں تھے یہ

تاریخی حقائق ہیں۔

اب ہم کس جگہ کھڑے ہیں ہم تو کہہ دیتے ہیں اگلے لوگ ظالم تھے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا انکار کیا لیکن جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ یہ چلتا ہے کہ آج کا ہمارا رویہ ایسا ہے کہ ہم اور آپ اس نظام کا حصہ ہیں جو نظام اسلام کا انکار کر رہا ہے میں اور آپ اس نظام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں جو انکار ہی نہیں کرتا تمسخر اڑاتا ہے اسلامی نظام کا ان حکمرانوں کے اقتدار کا سبب میں اور آپ ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام کی سزائیں تو وحشیانہ ہیں جو ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں کہ اسلامی نظام قابل عمل ہی نہیں قابل نفاذ بھی نہیں اور وطن عزیز پر جو نظام رائج ہے وہ یہ ہے کہ ایک وفاقی وزیر کا بیٹا امریکہ سے چھٹیاں گزارنے یہاں آیا ہوا تھا رات اڑھائی بجے شراب میں دھت ایک نوجوان لڑکی ساتھ اور دو لڑکے رات کے اڑھائی بجے سڑکوں پہ آوارہ گردی کرتے ہوئے پکڑا جاتا ہے اسلام آباد میں، اب اسلام قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی عدل و انصاف شراب پینے کی سزا الگ سے دیتا ہے بدکاری کی سزا الگ سے دیتا ہے موجودہ نظام نے کیا انصاف کیا اور محترم وزیراعظم صاحب جو روز فرماتے ہیں انصاف لوگوں کے دروازے پر پہنچائیں گے کونسا انصاف کیا جس انسپکٹر نے انہیں پکڑا اس کو نوکری سے برخاست کر کے گھر بھیج دیا جس پولیس والے نے جو انسپکٹر کے رینک کا تھا پکڑا اسے نوکری سے برخاست کر کے گھر بھیج دیا پانچ تاریخ کو پولیس کو شکایت ہوئی کہ ایک نوجوان غیر شادی شدہ ٹی وی کی اداکارہ ہے اور ایک شادی شدہ بال بچے دار آدمی کے ساتھ آدھی رات کو بند کمرے میں شراب نوشی کر رہی ہے برائی کر رہی ہے تو شراب پی کر نفل تو نہیں پڑھنے تھے انہوں نے پولیس نے چھاپہ مارا اور ساتھ میں خبریں اخبار کی ٹیم بھی تھی دنیا کے مختلف ممالک کی غیر ملکی قیمتی شراب اور شراب میں دھت وہ دونوں پکڑے گئے دوسرے دن کل کے اخبار میں بیان آیا وزیر داخلہ کا تو وزیر داخلہ فرماتے ہیں کہ وہ فوزی علی کاظمی کیا کر رہا تھا پولیس نے کیوں چھاپہ مارا آخر وہ اپنے گھر میں بیٹھا تھا اور اگر شراب پی رہا تھا تو اتنی تو ہر کوئی پیتا ہے اس کا کیا ہے وہ شراب پی کر سڑک پر شور تو نہیں کر رہا تھا یا کوئی لڑکی وہاں موجود تھی تو وہ تو اپنی مرضی سے تھی یہ وزیر داخلہ فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ چادر اور چار دیواری کا تحفظ نہ رہا تو کچھ بھی نہیں بچے گا ان کے نزدیک چادر ایک زانیہ عورت ہے اور چار دیواری زناکاروں کے کمرے ہیں یہ وزیر داخلہ کا بیان کل کے خبریں میں تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیان ایکٹرس کا بھی تھا کہ وزیر داخلہ نے میرے دل کی بات کہی ہے میں پولیس والوں کے خلاف ہائی کورٹ جاؤں گی اور وزیر داخلہ بھی پولیس پر بڑے برسے کہ اسلام آباد پولیس کے بے جا چھاپے وزیراعظم ہاؤس کرتا ہے اس لئے یہ بے لگام ہو گئے ہیں اور یہ لوگوں کو تنگ کرتے ہیں تو میں وزیراعظم سے کہوں گا کہ ان کے چھاپے وزارت داخلہ کے سپرد کرے کہ یہ شرفاء کو تنگ نہ کریں یہ ساری باتیں اخبار میں ہیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں اس لڑکی کے والد سے اخبار والوں نے رابطہ کیا کہ تمہارا کیا خیال ہے اپنی بیٹی کے بارے تو اس نے کہا کیا حرج ہے وہ جوان ہے اپنی مرضی کی مالک ہے اس سے ملنے چلی گئی تو کیا حرج ہے انہوں نے کہا کہ اس نے تو شراب پی رکھی تھی تو اس نے کہا کہ تھوڑی سی تو ساری دنیا پارٹیوں میں پیتی ہے اس نے پی لی تو کیا ہوا بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ آج کے اخبار میں یہ ہے کہ

پچاس ہزار کی ضمانت ہو گئی فوزی علی کاظمی کی اور لڈیالہ جیل سے نکلا تو باہر وہی ایکٹرس کھڑی تھی اور وہ والہانہ طور پر اس سے لپٹ گئی اگر یہ پاکستان ہے تو کفرستان کس جانور کا نام ہے اسے اگر پاکستان کہا جائے گا تو کفرستان کس بلا کا نام ہے اور وہ کونسا اسلام ہے جس کے وعدے وزیراعظم صاحب الیکشن میں کرتے تھے اور کس منہ سے یہ نمازیں کس کی نمازیں پڑھتے ہیں یعنی کس غرض سے یہ نمازیں پڑھتے ہیں مجھے حیرت ہوتی ہے اپنی ان دینی تنظیموں پر بھی جو کشمیر میں جہاد کے لئے لوگوں کو لے کر جا رہی ہیں کابل میں جہاد کے لئے لے کر جا رہی ہیں اور یہاں تمہاری مساجد کے زیر سایہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے لئے جہاد کیوں نہیں کرتے ہو کابل کا جہاد کابل کے رہنے والوں پر فرض ہے اور ان لوگوں پر فرض ہے جو ان کی مدد کریں جن کے اپنے ملک میں اسلام نافذ ہے اور امن و امان ہے اہل کشمیر لڑ رہے ہیں انہیں لڑنا چاہیے ان کا ملک ہے اور انہیں آزاد کرانا چاہیے وہ لڑیں لیکن جو یہاں سے جہاد کے لئے جا رہے ہیں وہ ہندوؤں سے لیکر اس حکومت کو دیں گے کشمیر میں ہندو کتنی برائی کر لیتا ہے اس سے زیادہ کر سکتا ہے جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی بات اخبار میں آ رہی ہے جو آج کل زیر عتاب ہیں جو پیپلز پارٹی کے ہیں مسلم لیگ کا تو میں نے بتایا کہ اس کے وزیر کا بیٹا جس انسپکٹر نے پکڑا اسے انہوں نے گھر بھیج دیا اگر یہ سارا ظلم نہیں ہے۔ یہ سارا مذاق نہیں ہے اور مجھے حیرت ہوتی ہے ان مذہبی راہنماؤں پر ساجد میر صاحب کی اگلے دن اخبار میں میں نے فوٹو بھی دیکھی اور ان کا اعلان بھی پڑھا وہ اہل حدیث کے رہنما ہیں ہمارے اہل حدیث بھائی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید یا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید یا امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کو شرک کہتے ہیں ہمیں کہتے ہیں تم مشرک ہو کیوں ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہو خود فرما رہے ہیں وہاں کھڑے ہو کر کہ ہم اس جمہوری نظام کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے یعنی اس لعنتی نظام کی تقلید وہ کر رہے ہیں اس کے پیچھے ہیں اس کی مدد کر رہے ہیں اپنی ساری عزت نیک اور پاک داڑھی مبارک کے باوجود عبدالستار خاں نیازی قبر کے کنارے کھڑے ہیں بلکہ کمر تک اتر چکے ہیں وہ بھی بیان دے رہے ہیں کہ ہم اس نظام کا ساتھ دیں گے اور کسی کو اس کی طرف میلی آنکھ نہیں دیکھنے دیں گے۔
مولانا نورانی کا وفد گورنر صاحب کو مل کر گورنر پنجاب کو یقین دلا رہا ہے کہ ہم اس نظام کا ساتھ دیں گے ارے اگر اس نظام کے ساتھ ہو ظالموں تو مساجد تو چھوڑ دو ان شراب خوروں زانیوں بدکاروں چوروں اور ڈاکوؤں کا ساتھ دینا ہی اسلام ہے کیا؟ یہ ہمارے دینی رہنما اور دینی جماعتوں کے سربراہ دو حصوں میں بٹ گئے ہیں وہ جنہیں یہاں سب اچھا نظر آتا ہے وہ کشمیر میں بڑا ظلم ہو رہا ہے کابل میں بڑا ظلم ہو رہا ہے بڑا ظلم ہو رہا ہے وہاں لڑنے جاؤ اور دوسرے وہ جو اس نظام کا حصہ بن گئے اور یہی وہ بات ہے جسے قرآن ظلم کہتا ہے اور جس کے کرنے والوں کو ظالم کہتا ہے ہر ایک کی باری آ رہی ہے اور موت ہر ایک کے سر پہ کھڑی ہے اللہ کے حضور سب کو جواب دینا ہے ہم بھی اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ صرف مولوی پکڑے جائیں گے پیر پکڑے جائیں گے ہم میں سے بھی ہر ایک اس نظام کا حامی بنا ہوا ہے ہم ہی اس کو قائم رکھے ہوئے ہیں جب کہ یہ آج اس حال کو پہنچ چکا ہے کہ اسے تبدیل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہو چکا ہے

اب اس کے خلاف جہاد کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کسی کے پاس اور اس سے بڑا ظلم کیا ہو گا کہ شعائر اسلام کا نہ صرف انکار کیا جائے بلکہ تضحیک کی جائے مذاق اڑایا جائے یار کچھ چند سال پہلے لوگوں میں کچھ غیرت باقی تھی۔

وزیراعظم تھے ذوالفقار علی بھٹو بڑے طاقتور وزیراعظم تھے انہوں نے ایک جلسے میں کہہ دیا کہ یار میں تھوڑی سی پیتا ہوں اگر تھوڑی سی شراب پی لیتا ہوں تو کیا بگڑتا ہے اس پر طوفان کھڑا ہو گیا تھا آج فلمی اداکارائیں اور عام آدمی بھی کہہ رہے ہیں کہ شراب پیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں اتنی تو ہر کوئی پیتا ہے اور حکومت کہہ رہی ہے کہ کیا جرم کیا اتنی تو ہر کوئی پی رہا ہے پتہ نہیں آج اتنی بھی غیرت باقی نہیں رہی لوگوں میں کہ اس پر کوئی گرفت کر سکے۔

قرآن حکیم ان سب کو جو انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے نظام کے خلاف اتحاد کر لیتے ہیں فرماتا ہے واسروا النجوی الذین ظلموا - یہ سب ظالم ہیں اور یہ چپکے چپکے آپس میں گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہیں اسلام کے خلاف یاد رکھئے اگر ہم بھی اس نظام کا حصہ ہیں اس کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں تو ہم بھی انہی ظالموں میں سے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ امراء تو سزا بھگتیں گے عیش کر کے ہمیں جوتے پڑیں گے ان کو عیش کرا کے ہمارے لئے یہاں بھی ہمارا مقدر افلاس و غربت ہے امراء کے لئے آج بھی خزانے کا منہ کھلا ہوا ہے اور غرباء کا یہ حال ہے تیس ارب کا قرضہ کسانوں کو دیا جائے لیکن چودہ فیصد سود پر یہ جنہوں نے بیس بیس ہزار لیا جب اتاریں گے تو پتہ چلے گا چونکہ اس کے سود کی شرح چودہ فیصد ہے ایک سو روپے کے سال میں ایک سو چودہ بن جائیں گے تو تب سمجھ آئے گی جب دینے کی باری آئے گی اور خود حکمرانوں کا یہ عالم ہے جو وزیراعظم نے قرض اتارو ملک سنوارو سکیم میں ایک کروڑ روپیہ دیا لیکن پتہ ہے کس طرح دیا تین سو کروڑ کا قرضہ منظور کیا اپنے لئے اتفاق فاؤنڈری کے لئے فرمایا دو سو ننانوے کروڑ مجھے دو ایک کروڑ رکھ لو یعنی ایک کروڑ دینے کے لئے دو سو ننانوے کروڑ قومی خزانے سے لیا اور وہ گئی کہاں رقم جن لوگوں نے چندے دیئے ہم تو اس وقت بھی منع کرتے تھے کہ چوروں کو چندے مت دو جنہوں نے دیئے انہیں چاہیے کہ آج وہ پوچھیں تو سہی کہ وہ حساب کتاب کیا بنا کتنی رقم جمع ہوئی کونسا قرضہ اترا کسی کو دی گئی ہے کوئی کسی کو خبر۔ تو دنیا کی ذلت تو ہم نے خرید ہی لی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس کا جو اخروی عذاب ہے وہ بھی ہمارے گلے پڑ رہا ہے جب تک کہ اللہ ہمیں توفیق دے ہم اس سے توبہ کریں اللہ سے معافی مانگیں اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس ظالمانہ نظام کو اٹھا کر ملک سے باہر پھینک دیا جائے اس کی جڑ کاٹ دی جائے اور یہاں وہ نظام رائج کیا جائے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے جو قرآن و سنت کا نظام ہے۔

اور یاد رکھیں جتنی یہ فرقہ بندیاں ہیں یہ لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر قرآن کی تفسیر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنی جائے تو کوئی فرقہ نہیں بنتا فرقے بنانے کے لئے ہم اپنی مرضی کی تاویلیں کرتے ہیں قرآن و سنت کا نظام آجائے تو یہ گروہ بندیاں یہ فرقہ بندیاں بھی از خود درست ہو جائیں یہ فرقہ واریت اور یہ تشدد اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے اسی باطل نظام کے سربراہ اور حکومتیں خود کراتی ہیں یہ جتنی قتل و غارت گری ہو رہی ہے یہ اس لئے ہو رہی ہے کہ حکومت اسے روکنا نہیں چاہتی حکومت چاہتی ہے کہ شیعہ سنی فساد ہوتا رہے بریلوی دیوبندی فساد ہوتا رہے اب ملتان

میں ایک بریلوی تنظیم نے ان چھ بچوں کو پکڑ لیا جو دیو بندی مدرسے کے تھے اور جلسہ ہو رہا تھا وہ جلسہ سننے گئے کون سا جرم ہے کہ ایک جلسہ عام ہو رہا ہے میدان میں اب اس میں کیا حرج ہے کہ وہ سننے گئے رات دن ان سے تشدد کیا بہت پیٹا اور اگلی صبح نہر کے کنارے کھڑا کر کے گولی مار دی چار موقع پر مر گئے دو شدید زخمی بچ گئے انہوں نے بتایا فلاں بندے نے ہمیں پکڑا فلاں نے مارا فلاں نے گولی ماری حکومت نے آج تک کسی ایک کو گرفتار نہیں کیا پکڑا نہیں کسی کو سزا نہیں کسی کو دی اور پولیس کا گشت بڑھا دیا کہ مزید فساد نہ ہوں لیکن کسی کو سزا نہ دو اس طرح چلتا رہے کل یہ دیو بند والے ان کے دو چار ماریں پھر ان کے ماریں پھر کوئی شیعہ مارے یہ چلتا رہے یہ آپس میں لگے رہیں تاکہ کوئی حکومت کی طرف نہ دیکھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور میں تو خفیہ والوں سے بھی کہتا ہوں کہ ہماری ڈائریاں کیا لکھتے ہو کیا تم مسلمان نہیں ہو تمہیں نہیں مرنا ہے ان حکمرانوں کی اپنی آبرو تو یہ ہے کہ ان کی مائیں بہنیں شراب پی کر عیاشیاں کرتی پھرتی ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تھوڑی سی تو ہر کوئی پیتا ہے ہر مسلمان عورت ہر مسلمان کی ماں بہن ہے لیکن جو حاکم وقت ہے اس کی تو سارے ملک کی خواتین مائیں بہنیں اور بیٹیاں ہیں اور وہی فرما دیں کہ جی اتنی تو ہر کوئی پیتا ہے تو باقی کیا بچا یہاں لوگوں کو آپس میں لڑنے پہ لگا دیا گیا ہے اگر حکومت روکنا چاہے تو کوئی زیادتی نہیں کر سکتا حکومت روکنا نہیں چاہتی حکومت بڑھانا چاہتی ہے۔

مرید کے میں اجتماع ہو رہا ہے لشکر طیبہ کا اس میں ایم این اے بھی ہیں وزراء بھی تشریف لے جائیں گے ساری حکومت کے اس لئے کہ وہ سارا زور کشمیر پر لگا رہے ہیں حکومت بھی خوش ہے کہ لوگ وہاں مرتے رہیں تباہ ہوتے رہیں کشمیری بھی مرتے رہیں یہ بھی مرتے رہیں اگر کوئی تنظیم ہندوستانیوں سے چھین لے کہ چلو یہ ایک مفروضہ ہے تو وہ کیا کریں گے اس ملک میں شامل کرے گی جہاں یہ راتوں کو شراب ان کی بیٹیوں کو پلایا کریں گے اس سے ہندوؤں کے پاس رہیں تو اچھی بات نہیں اگر آپ کو کشمیر حاصل کر کے اس نظام سلطنت میں اور ان حکمرانوں کے حوالے کرنا ہے اور یہاں نظام وہی رائج کرنا ہے تو کیوں انہیں قتل کرا رہے ہیں ہندوستان میں یہ نظام یہاں کی نسبت بہتر ہے ہندوستان کا مشہور وزیراعظم تھا نرسیما راؤ اس کے ذمے ایک لاکھ ڈالر کا کمیشن کا فراڈ لگا کہ تم نے کسی سرکاری سودے میں ایک لاکھ ڈالر لیا ان دنوں ڈالر چھتیس روپے کا تھا یعنی چھتیس لاکھ پاکستانی روپے کی بے ایمانی تم نے کی ہے اسے انہوں نے وزارت عظمیٰ سے ہٹا دیا اس کا مقدمہ ایک عام اسسٹنٹ کمشنر کی کورٹ میں چلا گیا اور اے سی نے اسے حوالات میں بند کر دیا تین دن ضمانت نہیں لی۔ تو جو موجودہ مغربی نظام ہے یہ اس ملک کی نسبت ہندوستان میں بہتر ہے اگر آپ نے کشمیر کو یا دوسرے لوگوں کو بھی اسی ظلم کی چکی میں دینے کے لئے جہاد شروع کر رکھا ہے تو یہ فساد ہے انہیں ان غریبوں کو اپنے حال پہ رہنے دو اور اپنی خبر لو جس ملک کی زمین سے بنے ہو جس ملک میں رہتے ہو جس کی مٹی کا پیدا کیا ہوا اناج کھاتے ہو اس کی آبرو کا محافظ کون ہو گا اس کو ظالموں کے چنگل سے کون آزاد کرائے گا اور مت بھولئے کہ یہ ملک اہل وطن کو اس ظالمانہ نظام سے چھین کر حاصل کرنا پڑے گا اور اگر نہیں کر سکے تو اس کی ذلت کی دلدل میں ہم سب گم ہو جائیں گے اللہ کریم ہمیں اس ذلت سے پناہ میں رکھے اور وطن عزیز پر نفاذ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نعمتِ لُب

مولانا محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

ان فی خلق السموت والارض و اختلاف الیل و النہار لایت لا ولولا الباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار۔

اللہ جل شانہ' کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ ارض و سما کی تخلیق شب و روز کی آمد و رفت یعنی اس کائنات کا جو نظام ہے ایک ایک تنکے کا پیدا ہونا ایک ایک دانے کا پھوٹنا ایک ایک پھل کا لگنا یہ رنگا رنگ کی مخلوق کا مسلسل پیدا ہونا مسلسل گزرتے جانا اور رنگینی محفل کو بدستور قائم رکھنا اتنی عجیب بات ہے کہ سمجھ نہیں آسکتی موت زندگی کے تعاقب میں ہے یا زندگی موت کا پیچھا کر رہی ہے کوئی نہیں جان سکتا اگر ہم پیدا ہونے والی مخلوق پہ خیال کریں تو دنیا کا کوئی حساب دان اعداد و شمار پیش نہیں کر سکتا کہ ایک لحظے میں دنیا میں کتنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں ایک جسم میں بنی آدم کے ایک وجود میں ایک لمحے میں کتنے سیل CELL پیدا ہوتے ہیں اس کی کوئی تعداد گن نہیں سکتا اور دوسری طرف اس ایک لمحے میں کتنے مرتے ہیں وہ بھی کوئی نہیں شمار کر سکتا کتنی مخلوق ہر لمحے فنا کے گھاٹ اترتی ہے کوئی گن نہیں سکتا شجر و حجر سے لیکر جانوروں انسانوں تک نباتات جمادات حیوانات میں کتنی مخلوق ہر پل فنا کے گھاٹ اترتی ہے یوں پتہ لگتا ہے جیسے موت نگل رہی ہے زندگی کو اور اتنی مخلوق ہر لمحے پیدا ہوتی ہے یوں سمجھ آتی ہے جیسے زندگی نے موت کا چیلنج قبول کر لیا ہے اور وہ مقابلہ کر رہی ہے اب اس سارے کا اثر اس بزم پہ اس محفل پہ کوئی نہیں پڑتا یہ ویسے کی ویسی قائم ہے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ عظمت باری کا یہ بہت بڑا قاصد ہے بہت بڑا پیغام ہے لیکن اولوا لباب کے لئے ہر بات کو سمجھنے کے لئے سمجھنے کی استعداد چاہیے اس موضوع کو سمجھنے کے لئے اس صنعت کو اور صنعت کے حوالے سے صانع کو جاننے کے لئے لُب چاہیے اولوا الالباب وہ لوگ جو صاحب لُب ہیں لُب کا ترجمہ ہم عامیانہ اردو میں عقل و شعور کر دیتے ہیں دانش کر دیتے ہیں لیکن یہ اس کا معنی نہیں ہے جسے قرآن حکیم نے لُب کہا ہے وہ شعور و آگہی کی ایک کیفیت ہے جو قلب انسانی میں پیدا ہوتی ہے جس سے ہمارا اردو دان طبقہ دانش اور شعور کہتا ہے یہ انسانی دماغ کی حاصلتیں ہیں اگر دماغ بجائے خود صنعت سے صانع اور مخلوق سے خالق کا پتہ لگانے کی اہلیت رکھتا ہوتا تو اللہ کریم انبیاء علیہم السلام مبعوث نہ فرماتے کیونکہ دماغ تو ہر آدمی کو دیا تھا تو وہ ازخود پتہ لگا لیتا دماغ کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ یہ سمجھ سکتا ہے اگر اس میں سلامتی ہو تو ذہن اور دماغ یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ سارا کچھ از خود نہیں ہو سکتا کوئی کرنے والا

ہے وہ کون ہے وہ کیسا ہے وہ کہاں ہے یہ اس کا کام نہیں لیکن کب وہ کیفیت ہے جو قلب میں پیدا ہوتی ہے قلب کا شعور ہے آگہی ہے اور وہ۔

الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم۔ صاحب بروہ ہیں جو کھڑے بیٹھے لیٹے یعنی زندگی کے ہر حال میں یذکرون اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں صنعت اور اس کا تسلسل انہیں عظمت صانع کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور پھر وہ اس خالق کائنات کو رو برو پا کر اس کی حمد وثنا میں اس طرح رطب اللسان ہوتے ہیں کہ کوئی لمحہ غفلت کا نہیں آتا کوئی حال ان کا چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں ذکر کرتے ہیں اور کیفیت ان کی یہ ہوتی ہے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے ہمارے پروردگار یہ اتنا بڑا کارخانہ آپ نے فضول میں پیدا نہیں کیا اس کا نتیجہ نکلے گا تو جب اس کا نتیجہ نکلے تو ہمیں اپنے غضب سے پناہ میں رکھ اور ہمیں ان لوگوں کی صف میں کھڑا نہ کر جو تیری عظمت سے غافل ہو کر تیری اطاعت کا راستہ چھوڑ بیٹھے ہیں اور پھر تیرے عذاب کا شکار ہو گئے۔

گویا اب جو ہے نور ایمان سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے قلب میں اور وہ کیفیت اللہ کی یاد اللہ کی عظمت اللہ کا ذکر اس پہ لگا دیتی ہے اور ذکر جتنا جتنا نصیب ہوتا ہے اتنا اتنا عظمت باری کا شعور بڑھتا چلا جاتا ہے اتنی اتنی توفیق اطاعت نصیب ہوتی چلی جاتی ہے گناہ کی تلخی محسوس کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے نیکی مرغوب ہونے لگتی ہے اور زندگی ایک صحیح سمت کو چلنے لگتی ہے اب اس ذکر کے ساتھ جو اس کی کیفیت آتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ تو نے اس نظام کو باطل پیدا نہیں کیا ما خلقت ھذا باطلا۔ لیکن اس میں جگہ جگہ باطل نظر آتا ہے انسانی زندگیاں چھنی جا رہی ہیں انسانی عزتیں لٹ رہی ہیں انسانی مال لوٹے جا رہے ہیں ایمانیات پر روز نیا ڈاکہ پڑتا ہے تو کیا یہ سب باطل نہیں جب کہ خالق کائنات نے ہر چیز کو عدل پر اعتدال پر پیدا فرمایا تو اس میں یہ باطل کی آمیزش کہاں سے آ گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان چونکہ دنیا میں مکلف ہے اسے عارضی اختیار ہے اپنے کردار کا تو اس نے اللہ سے غافل ہو کر اپنی پسند سے جہاں فیصلے کئے وہاں باطل در آیا اب جو اس باطل میں ملوث ہے وہ مغرب ہو وہ یورپ ہو وہ امریکہ ہو یا وہ ہندوستان ہو پاکستان ہو چین ہو جاپان ہو وہ بندہ خود کو مسلمان کہلوائے یہودی کہلوائے عیسائی کہلائے یا دہریہ کہلائے جو باطل کے ساتھ ہے یا باطل پہ کاربند ہے یا باطل کا ذمہ دار ہے وہ اسی باطل کو حق سمجھتا ہے اسی کو صحیح سمجھتا ہے کوئی بھی باطل کردار یہ نہیں کہتا کہ میں غلط کر رہا ہوں وہ کہتا ہے میں صحیح کر رہا ہوں جو میرے مخالف ہے وہ غلط ہے یہ شعور بھی صرف مسلمان میں ہے اور جس میں نور ایمان ہو اس سے اگر خطا ہو جائے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ میں نے جو کیا ہے وہ غلط ہے اس کو توبہ کہتے ہیں اس کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا وجود نہیں ہے جو اپنے فیصلے کو باطل یا غلط کہے اب یہ تقابل ہو جاتا ہے کہ اللہ نے جسے حق فرمایا اس کے مقابلے میں باطل کھڑا کیا جائے حق میں سکون ہے امن ہے سلامتی ہے باطل اس کے خلاف ہے اس میں ظلم ہو گا جور ہو گا بربریت ہو گی تو خلق خدا کو ظلم کے پنجے میں دھکیل کر اس پر یہ کہنا کہ جو ہم کر رہے ہیں یہ صحیح ہے اس سے بڑا جرم اور کون سا ہو گا اب یہ دو طبقے پیدا ہو جاتے ہیں ایک وہ جنہیں عظمت الٰہی کا شعور ہے وہ دن رات اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے جو نظام دیا ہے

یہ حق ہے یہ باطل نہیں ہے اور اس میں ہمیں کس طرح سے خود کو رکھنا ہے تاکہ کہیں باطل داخل نہ ہو ہماری وجہ سے کہیں وہ شے مجروح نہ ہو اور وہ نظام درست چلتا رہے وہ طریقہ بتاتے ہیں انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام جہاں تک عقیدے کی بات ہے دنیا پہ جس انسان نے اپنا قدم زمین پر رکھا وہ اللہ کا نبی تھا حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام نبی کا معنی یہ ہے کہ اسے اللہ کی ذات اور اللہ کی صفات سے مکمل آگہی حاصل تھی اور مرضیات باری کو جانتا تھا ان باتوں کو جانتا تھا جن سے اللہ ناخوش ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس بنائے ہوئے نظام میں کس طرح سے حق کو قائم رکھنے کا بندہ مکلف ہے وہ پہلا انسان جس نے زمین پہ قدم رکھا وہ یہ بات جانتا تھا جوں جوں نسل آدم علیہ السلام نے ترقی کی اللہ انبیاء علیہم السلام بھیجتے رہے جہاں جہاں ضرورت پڑی جہاں باطل شروع ہوا وہاں ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے نبی مبعوث فرمائے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تاریخ میں یہ بات موجود ہے کہ ہر نبی کا ٹکراؤ ہوا اس نظام کے ساتھ جس میں وہ مبعوث ہوئے جہاں کوئی نبی مبعوث ہوا وہاں باطل ہو رہا تھا حق مجروح ہو رہا تھا ہر نبی کا ٹکراؤ ہوا کہیں نبی شہید ہو گئے ظلماً شہید کر دیئے گئے اور کہیں نبیوں کو ماننے والوں کو اللہ نے فتح دی اور دنیا پہ انقلاب آیا یہ ایک تسلسل ہے بار بار نبی کیوں مبعوث ہوتے رہے اس لئے کہ نسل انسانی پھیلتی رہی شعور انسانی بلوغت کی طرف بڑھتا رہا اسباب و وسائل تبدیل ہوتے رہے تو زندگی گزارنے کے اسالیب میں تبدیلی آتی رہی ہر نبی عقیدہ وہی لایا جو آدم علیہ السلام لائے تھے اللہ کے بارے اس کی ذات کے بارے اس کی صفات کے بارے آخرت کے بارے گناہ ثواب کے بارے جزاء و سزا کے بارے فرشتوں کے بارے جنت و دوزخ کے متعلق میدان حشر اور اس کے محاسبے کے متعلق وہی عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام نے پیش فرمایا تبدیلی کیا تھی ہر نبی نے اپنے زمانے کے لوگوں کی ضرورتوں اور ان کی زندگی کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک طریقہ پیش کیا اور ایک طریقہ عطا فرمایا جس پر باطل نے اپنا زور لگایا حق والوں نے اپنا زور لگایا حق کو فتح ہوئی اور انقلاب بپا ہوئے تا آنکہ بات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر نبوت ختم ہوئی یہ بہت بڑا حادثہ ہوا بہت بڑا واقعہ ہوا تاریخ انسانیت میں کہ وہ تسلسل جو آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا تھا اور جہاں ضرورت پڑتی تھی وہاں نبی مبعوث ہوتا تھا اللہ کی طرف سے آسمانوں سے کتابیں اترتی تھیں اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آتا تھا وہ نعمت ختم ہو گئی کیوں ختم ہو گئی اللہ تو رب العلمین ہے اور ہر ضرورت ہر ضرورت مند کی ہر وقت ہر آن پوری کرنا اس کی شان ہے اس کا مطلب ہے انسانوں کو وحی کی ضرورت باقی نہ رہی بعثت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت کو ہمیشہ کے لئے ایسا جامع نظام حیات دے دیا جس میں کسی ترمیم کی یا کسی کمی یا زیادتی کی گنجائش ہی باقی نہ رہی اور کسی نئے نبی کی کسی نئی کتاب کی مزید کسی وحی کی کوئی حاجت نسل انسانی کو باقی نہ رہی اب عظمت رسالت اور عظمت نبوت اور ختم نبوت کا تقاضا یہ ہوا کہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کو ماننے والے حق کو ثابت اور قائم کریں روئے زمین پر اور باطل کو عملاً مٹا کر ثابت کر دیں کہ فلاح انسانی حق میں ہے اور باطل میں بنی آدم علیہ السلام کے لئے ظلم ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہی ہوا۔

اس بوڑھے آسمان نے دیکھا کہ مٹھی بھر جانثار جو

صحرائے عرب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف ہم رکابی سے باریاب ہوئے پوری انسانی تاریخ کا دھارا بدل دیا بڑی بڑی طاقتیں ظلم کے بڑے بڑے قلعے مسمار ہوئے بڑے بڑے فرعونوں کی گردنیں جھک گئیں جو نہ جھکیں وہ کٹ گئیں باطل کے پرخچے اڑ گئے اور بنی آدم کو انصاف نصیب ہوا صرف مسلمان کو نہیں جس نے اسلام کو بحیثیت دین قبول نہیں کیا اسے بھی انسانی حقوق اس نظام میں نصیب ہوئے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اب سے قیامت تک جہاد تم پر اسی طرح فرض ہے جس طرح آج ہے جہاد سے مراد ہے وہ کوشش جو باطل کو ہٹا کر اس کی جگہ حق کو قائم کرنے کے لئے کی جائے وہ زبانی ہو وہ سرمائے سے ہو وہ قلم سے ہو وہ تلوار سے ہو اس کی صورتیں مختلف ہیں لیکن ہر وہ کوشش جو احقاق حق کے لئے کی جائے اور ابطال باطل کے لئے کی جائے وہ جہاد ہے۔

اب ہم اپنی صورت حال دیکھتے ہیں اور وطن عزیز کی صورت حال دیکھتے ہیں تو مسلمان یہاں کیسے آئے اور کیا لینے آئے یہ بھی وہی قافلہ تھا جو عرب کے صحراؤں سے باطل کے تعاقب میں نکلا ان میدانوں ان صحراؤں ان دریاؤں وہ جو کہا گیا تھا۔

اے رود بار گنگاوہ دن ہیں یاد تجھ کو
اترا تیرے کنارے جب کارواں ہمارا

اس سرزمین پر بھی مسلمانوں کا قافلہ غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ باطل کے تعاقب میں پہنچا اور ہمالہ کی چوٹیوں سے لیکر تھر کے صحراؤں تک ہر وادی میں اس نے احقاق حق کے نعرے بلند کئے اور ایک ایک گھر سے صدا آنے لگی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ برصغیر کو ہی نہیں برصغیر کے راستے گزرتے ہوئے چین اور جاپان تک اور جزائر انڈیمان تک ایک ایک خطے پر اسلام کا پیغام پہنچایا اسلام کا نظام پہنچایا اور اسی طرز زندگی کو اس طریق انصاف کو اسی طریق سیاست کو جاری کیا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ جب مسلمان یہاں آئے تو ہندوستان کی آبادی لاکھوں میں تھی لیکن جو بت پوجے جاتے تھے وہ چھتیس کروڑ تھے آبادی لاکھوں میں تھی بتوں کی تعداد کروڑوں میں تھی اور ایک ایک آدمی پچاس پچاس بتوں کا پجاری تھا کوئی سانپ کا ہے کوئی کسی درخت کا ہے کوئی کسی دیوی دیوتا کا ہے کوئی سورج کا ہے کوئی آگ کا ہے وہ ہر چیز کے پجاری بنے ہوئے تھے تو اسی زمین نے وہ وقت بھی دیکھا کہ بنگالہ کی کھائیوں سے لیکر ہمالہ کی بلندیوں تک اور سراندیپ سے لیکر بلوچستان کے شمالی علاقوں تک حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کی آواز بلند ہوئی اور ان لوگوں کی بھی جان مال اور عزت محفوظ ہو گئی جنہیں نور اسلام نصیب نہ ہوا انہیں عدل اسلامی ضرور نصیب ہوا یہ تو ان کی قسمت کیونکہ اسلام کسی پر ٹھونسا تو نہیں جا سکتا یہ تو اپنا اپنا انتخاب تھا اگر کسی نے اسلامی عقیدے کو منتخب نہیں کیا تو عدل اسلامی مسلمانوں نے اسے بھی پہنچایا یہ تاریخی حقیقت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا یہ بھی اس سرزمین کی تاریخ ہے ہماری اس سرزمین کی اور مسلمانوں کی تاریخ انگریزوں نے تباہ کر دی اور دانشور جو ہیں ہمارے وہ اسی لکیر کو پیٹے جا رہے اور اپنے حکمرانوں کو مسلمان فرماں رواؤں کو مطعون کرتے ہیں حد یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس سرزمین کے مسلمانوں نے قید ہو کر اور غلام بن کر آنے والوں کو بھی وہ مواقع فراہم کئے کہ اگر ان میں استعداد تھی تو وہ سرزمین ہندوستان کے شہنشاہ بن گئے کتنی عجیب بات ہے

کہ قیدی لور غلام آئے انہیں ایمان نصیب ہوا ان کی
استعدادو کی بھی اس قدر قدرو قیمت کی گئی کہ ہندوستان کا
تخت و تاج ان کے قدموں میں رکھ دیا گیا اب اس سے
زیادہ حق کی لور انصاف کی مثال کہاں مل سکتی ہے ایسے
لوگوں پر بھی اگر طعن کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہاں
دینی نظام نہیں تھا وہ لوگ دین دار نہیں تھے ان کے
بنائے ہوئے آخری مسلمان تاجدار لورنگ زیب عالمگیر
رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ملکی قانون فتویٰ عالمگیری آج بھی
علماء اس پر فتویٰ دیتے ہیں ان کا ملکی قانون تھا۔ جب
مسلمان کمزور پڑے اللہ کی یاد چھوٹی اللہ کا ذکر چھوٹا جب
لُب سے عاری ہوئے اور ظاہری عقل و دماغ پر انحصار کیا
اور اپنے اپنے مفادات کے اسیر ہوئے تو باطل نے پھر سر
اٹھایا اور فرنگیوں کی صورت میں یہاں آدھمکا اس سارے
نظام کی بساط لپٹ گئی انگریز کا بنایا ہوا نظام ہمارے گلے پڑ
گیا مزے کی بات یہ ہے کہ قرآن کے فیصلے ایک طرف
کر دیے گئے اور انگریز نے محمڈن لاء مسلمانوں کا قانون
انگریز نے بنا کر ہم پر ٹھونس دیا۔

لیکن اللہ کے بندے جو ذاکر تھے کتنی عجیب بات
ہے لور آپ پوری تاریخ پڑھ لیں آپ کو اہل اللہ کا
علمائے حق کا ایک تسلسل نظر آئے گا جن کی راتیں اللہ
کی یاد سے روشن ہیں اور جن کے دن میدان کار زار اور
میدان جہاد کی خاک سے اٹے ہوئے نظر آتے ہیں وہ کسی
سماج کسی نظام کسی دنیوی طاقت کو خاطر میں لائے بغیر
مسلسل احقاق حق کے لئے سر گرم عمل رہے قیدیں
کاٹیں مصیبتیں اٹھائیں شہید ہوئے ہر دکھ سہا یہ ان کا دیا
ہوا جذبہ تھا جو اس بے عمل قوم کو بھی انقلابی جذبات عطا
کر گیا چند نفوس قدسیہ کا دیا ہوا جذبہ تھا جس نے فاسق و
فاجر مسلمانوں کو بھی جرات رندانہ دے دی لور وہ بھی
احقاق حق کے لئے کٹنے لگے اور ایک خطہ حاصل کر لیا جو
دین کے نام پر لیا گیا تھا منزل تک پہنچنے تک ایک جذبہ
ہوتا ہے ہر آدمی میں وہ دوڑتا ہے سواری پہ بیٹھتا ہے
گھوڑے پہ بیٹھتا ہے محنت کرتا ہے رکاوٹیں عبور کرتا
ہے۔

چوں بمنزل می رسد سوار پیادہ می شود

لیکن جب منزل پہ پہنچے ہیں تو لوگ سواری سے
اتر آئے وہ جوش جنوں بھی کم ہو جاتا ہے بندے ذرہ
ستانے کے موڈ میں ہو جاتے ہیں کہ خیر ہے پہنچ گئے وہ
جو جذبہ حریت لے کے قافلہ چلا تھا جب ملک بن گیا تو وہ
تو گھوڑے سے اتر آئے ستانے لگے لیکن باطل ستایا
نہیں اس نے اپنے کارندے اس کے اوپر بٹھا دیئے اب
پچاس برس ہو گئے اس قافلے کو انتظار کرتے ہوئے کہ یہ
نظام بدلے گا بھئی انگریز کے ساتھ کسی کو کیا لڑائی تھی اگر
اب انگریز یہاں رہتا ہے وہ رہ سکتا ہے ہندو رہتا ہے رہ
سکتا ہے سکھ رہتا ہے رہ سکتا ہے افراد سے تو لڑائی نہیں
تھی افراد کی تبدیلی جو ہوئی یہ بھی انگریز کی ایک چال تھی
کہ اتنی بڑی تبدیلی کا کیا جائے شاید اس وجہ سے یہ لوگ
باز آ جائیں اس تحریک سے لیکن لوگ اس پراسیس سے
بھی گزر گئے یہ ضروری نہیں دس کروڑ مسلمان اس وقت
ہندوستان میں رہ گئے تھے جو آج چودہ پندرہ کروڑ ہو گئے
وہ وہاں بیٹھے ہیں جو ہندو سکھ یہاں رہ گئے یہاں رہتے
ہیں اگر انگریز کوئی یہاں بستا ہے تو اس سے پرخاش نہیں
پرخاش تھی اس باطل نظام سے جو انگریز لایا تھا جنگ اس
نظام سے تھی ہمیں دھوکا یہ دیا گیا کہ جی ہندو چلے گئے
انگریز چلا گیا اور جس سے ہم لڑ رہے تھے وہ نظام ویسے کا
ویسا ہماری گردنوں پر مسلط ہے یعنی جسے جانا تھا وہ وہیں
ہے کنواں پاک کرنا تھا اس میں کتا گر گیا ڈول نکالے گئے
کتا کسی نے نہیں نکالا کتا کنوئیں میں ہے تو وہ کنوئیں میں
کتا گر گیا تا کسی نے جا کر مفتی صاحب سے جو پوچھا کنواں

ہے بہت بڑا اس میں کتا گر گیا ہے پاک کیسے کریں اتنے ڈول نکال دو ساڑھے تین سو تین سو بیس پچیس صحیح مجھے یاد نہیں کتنے ہوتے ہیں نکال دو انہوں نے نکال دیئے بھئی اب پانی پاک ہو گیا لیکن اگر کتا نہیں نکالا تو کنواں کیسے پاک ہو گا؟

جنہیں یہ شعور ہو گا کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اے اللہ اے میرے پروردگار تو نے باطل پیدا نہیں کیا تو نے سب کچھ عدل پر اور حق پر اور انصاف پر پیدا کیا یہ تو شیطان کے چیلے ہیں جنہوں نے اس میں باطل داخل کر دیا تو وہ جو حصول آزادی کا قافلہ تھا وہ ابھی راستے میں ہے آزادی انگریز سے نہیں ہندو سکھ سے نہیں عیسائی یہودی سے نہیں اس ظالمانہ نظام سے چاہیے تھی تو وہ جو مرض تھا باطل جو تھا وہ اپنی جگہ موجود ہے ہمیں یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ اللہ اللہ کرنے والے لوگ ہیں آپ مساجد میں بیٹھیں ہم مساجد میں بیٹھے ہیں اور انشاء اللہ مساجد ہی میں رہیں گے اللہ ہمیں مساجد ہی نصیب رکھے ہمیں ایوان سلطنت نہیں چاہیے ہمیں حکومت و اقتدار نہیں چاہیے لیکن مسجد میں بیٹھنے والا اگر باطل سے سمجھوتہ کرتا ہے تو اس سے بڑی بے غیرتی کا کوئی تصور نہیں ہے مسجد میں بھی رہے آپ بھی ہمیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم مسجد میں رہو یہ بھی مانتے ہو کہ ہم مسجد کے رہنے والے ہیں تو مسجد کے رہنے والے بھی اگر باطل سے سمجھوتہ کرلیں تو پھر حق پر کون رہے گا ہم مسجد میں ہیں اور مسجد میں ہی رہیں گے انشاء اللہ ہمیں حکومت و اقتدار نہیں چاہیے کسی سے ووٹ مانگنے نہیں جائیں گے ہم اس نظام ہی کو باطل سمجھتے ہیں اس میں حصے دار نہیں بنیں گے لیکن باطل کو قبول بھی نہیں کریں گے اب اس ملک کا مقدر ہے وہ نظام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اس کے بغیر کسی پر سمجھوتہ نہیں ہو گا وہ نظام لاؤ وہ جس کو حکمران بناتا ہے اللہ اسے حکومت نصیب کرے وہ جس کو قاضی بناتا ہے وہ بنے وہ جس کو امیروزیر بناتا ہے وہ بنے ہمیں ہماری مسجد مبارک رہے لیکن ہم سارے ملک کو مسجد بنائیں گے انشاء اللہ اس نظام کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی جہاں بھی ہو اسے وہی احترام وہی حق وہی انصاف ملے جو مسجد میں ملتا ہے اور یہی کمال ہے اسلامی نظام کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جب اپنے کمالات کا تذکرہ فرمایا تو اس میں یہ بھی فرمایا کہ جعلنی الارض مسجداً وطھوراً۔ اللہ نے میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا اور پاک کرنے کی خصوصیت خاک کو دے دی خاک کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ پانی سے دھوتے ہیں تو جلد پاک ہوتی ہے خاک سے تیمم کی نوبت آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہڈیاں اور گودا بھی پاک ہو جاتا ہے یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت نے روئے زمین کو مسجد بنا دیا اب جتنا باطل اور یہ گند بکھیرا جا رہا ہے یہ مسجد میں بکھیرا جا رہا ہے اس لئے تو ہم چیخ رہے ہیں کہ مسجد میں یہ غلاظت کیوں، اس کی ابتدا ہم کر رہے ہیں انشاء اللہ العزیز ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو نفاذ اسلام ریلی یہ مت بھولئے کہ باطل بھی بڑی تیز چیز ہوتی ہے اور شیطان بھی کبھی آرام سے نہیں بیٹھتا یہ بڑا جفاکش ہے تجربہ کار ہے ہم پچاس ساٹھ سال کی عمر میں کہتے ہیں ہمارا بڑا تجربہ ہے یہ کب سے مار کھا رہا ہے دنیا پہ اس کا تسلط ہے اس کی گرفت ہے یہ بھی اپنے نمائندوں کو اپنے کارندوں کو اپنی چالیں چلنے کی ترغیب دے گا لوگ زور لگائیں گے کوشش کریں گے آپ کو بھی مشورے دے گا چھوڑو یار کیا کرتے ہو رہنے دو لیکن باطل سے ڈرنے کی ضرورت

نہیں ہے نہ شیطان سے ان کید الشیطان کان ضعیفا" اس کی سب چالیں کمزور ہوتی ہیں اس کے سارے تجربے باطل ہیں اور اللہ کا وعدہ ہے اس کے ساتھ ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان میرے بندوں پہ تیرا بس نہیں چلے گا۔

تو آپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور شیطان کا بس انشاء اللہ ہم پر نہیں چلے گا یہ کسی سیاسی جماعت کی شوکت نہیں ہے اس میں کسی فرد کی شان و شوکت نہیں ہے ہمارے دعوے اسلام کی عظمت کے لئے ہیں کہ ہم اپنی ریلی کامیاب کریں اور میری یہ تمنا ہے کہ اللہ احباب کو اتنی توفیق دے کہ مغربی ذرائع ابلاغ کو بھی یہ ماننا پڑے کہ کوئی نفاذ اسلام کا مطالبہ کر رہا ہے اپنی پوری کوشش کیجئے پوری محنت کیجئے اور ہر حال میں پہنچنے کی کوشش کیجئے تاکہ میدان میں کھڑے ہو کر یہ بتایا جا سکے کہ ہماری منزل نہ اقتدار ہے نہ کرسی ہے نہ وزارت ہے نہ دولت ہے اور نہ ہم کسی سے دولت یا اقتدار میں شراکت پر سمجھوتہ کریں گے ہماری منزل اسلام ہے اور صرف اسلام اگر نظام شرعی آکر ہمیں مجرم ثابت کر دے ہماری گردنیں کاٹ دے تو ہمیں وہ منظور ہے لیکن نظام اسلام آئے وہ جسے حکمران بنائے وہ سیاہ حبشی غلام ہو تو ہمیں اس کی قیادت منظور ہے ہمیں اس کی غلامی منظور ہے اس لئے کہ وہ غلامی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کی ہو گی اور اسلام کے علاوہ کسی بات پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہے موت اگر اس راہ میں آئے تو سعادت ہے اور سارے اذکار کا ساری محنتوں سارے مجاہدوں کا حاصل یہ ہے کہ باطل کا مقابلہ کیا جائے اور اللہ کی مخلوق کو اور اس ملک کے چودہ کروڑ مسلمانوں کو کم از کم باطل کے پنجوں سے رہائی دلائی جائے اور یہ بنیاد بن کر پھر سے روئے زمین پر باطل پر عرصہ حیات تنگ ہو جائے اور حق غالب ہو اللہ کریم آپ سب کو توفیق عطا کرے۔

ساتھیوں نے یہ مشورہ بھی بڑے خلوص سے دیا تھا کہ لنگر مخدوم کے لئے احباب کو نہ بلایا جائے کہ دو دفعہ آنا جانا پڑے گا لیکن میرا خیال ہے اگر اس کام کے لئے دس دفعہ بھی آنا جانا پڑے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے یہاں کا آنا اس کی ایک اپنی سعادت ہے ہمیں یہاں سے تب نصیب ہوتا ہے اور اس کے بغیر کام نہیں چلتا یہ ہماری حیات ہے ہمارے شعور کی حیات ہے یہ ہماری آگہی کی حیات ہے ہمارا سرمایہ ہی یہ ہے کہ جس سے ہمیں دوام ذکر نصیب ہو اور دوام ذکر کے اظہار کا موقع میدان عمل میں ہے انشاء اللہ العزیز بھرپور طریقے سے ہو گا اللہ کریم سب کو توفیق بھی دے اور قبول بھی فرمائے اور مثبت نتائج تک اور منزل تک پہنچنے کی سعادت بھی نصیب فرمائے۔

لمحہ فکریہ

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(مولانا الطاف حسین حالی)

خود احتسابی

مولانا محمد اکرم اعوان

آج ہمارے اس سال کے اجتماع کا آخری جمعہ ہے بفضل اللہ اور بعض وجوہ کی بنا پر اگرچہ اجتماع کے دن کچھ کم ہوئے ہیں لیکن اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ جمعۃ المبارک کی نمازیں پانچ آگئی ہیں یہ سفر یہ تکلیف یہ بے آرامی' اخراجات' محنت و مشقت اور وقت نکال کر اس سارے تگ و دو میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا۔ اس کا تجزیہ ہونا چاہیے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کا ارشاد ہے کہ خود محاسبہ کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اپنی جانچ خود کرتے رہنا چاہیے۔ خود احتسابی کا عمل جو ہے وہ آدمی کو سیدھے راستے پہ چلانے میں بہت زیادہ مددگار ہوتا ہے اور ایک بات طے ہے ہر وہ کام نیک ہے جسے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک کہا ہے ہر وہ کام برا ہے جسے اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے برا کہہ دیا ہے میرے اور آپ کے حیلے بہانے ہمارے تراشے ہوئے جوازات ہماری بنائی ہوئی تاویلیں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکیں ہم تاویلیں کر کے خود کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ ہم بہانے کر کے اپنے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کر سکتے ہیں لیکن کل یوم حساب' اللہ کریم جب حساب لیں گے تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام وہاں تشریف فرما ہوں گے اور وہ کام حضورؐ کے حوالے سے قبول ہو گا جسے حضورؐ خود قبول فرمائیں گے کہ یہ کام کرنے کا حکم میں نے دیا تھا اور اس کے ساتھ ارشاد نبویؐ موجود ہے کہ کسی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اور ایسا کام میری طرف منسوب کیا جس کے کرنے کا حکم میں نے نہیں دیا تھا اس کے جہنم جانے کے لئے یہی کافی ہے۔ آج کے عہد کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنی طرف سے دلائل ایجاد کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے تاویلیں گھڑتے ہیں۔ اپنی طرف سے بہانے تراشتے ہیں اور یار لوگوں نے تو سود تک کو حلال سمجھ رکھا ہے اس ساری بیماری کی تہہ میں سبب کیا ہے۔ بندہ عاجز ہے محتاج ہے اس کے ایک دانت میں درد ہو جائے اس کے کان میں درد ہو جائے اس کی آنکھ بیمار پڑ جائے اس کی ایک انگلی میں ایک گھٹنے میں ایک ٹخنے میں کہیں درد شروع ہو جائے بخار ہو جائے بے بس ہو جاتا ہے۔ چلاتا ہے چیختا ہے۔ قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔ گرمی سے روتا ہے سردی سے پناہ مانگتا ہے۔ دھوپ لگے تو بلبلا اٹھتا ہے۔ دو دن بارش برستی رہے تو چیخنے لگتا ہے۔ کسی بھی حال میں اس قابل نہیں ہے کہ کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر زندہ رہ سکے۔ تو جب اتنی اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں میں محتاج ہے اور خود کو بچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ گرمی سے خود کو بچائے سردی سے اپنی حفاظت کرے۔ پیاس سے بھوک سے بھاگتا ہے تو آخرت کے عذاب دوزخ' قیامت کی شرمندگی' روز محشر کی جواب دہی کا خیال بھی اسے کیوں نہیں آتا۔ جب اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خود کو بچانا چاہتا ہے۔ اپنے بچوں کے لئے سائبان بناتا ہے۔ حتی المقدور گھر بناتا ہے۔ گاڑیاں خرید

کر دیتا ہے کھانے کے لئے علاج کے لئے خرچ کرتا ہے۔ ساری زندگی کا سرمایہ چند نفوس کی پرورش پر خرچ کر دیتا ہے۔ ان کے لئے اچھے گھر اچھے روزگار کی تلاش میں رہتا ہے۔ اچھی تعلیم دلانے کی فکر کرتا ہے۔ ان سب کو جہنم سے بچانے کی تدبیر کیوں نہیں کرتا ان سب کو روز محشر کی شدت سے بچانے کی تجویزیں کیوں نہیں کرتا۔ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے کوئی سبب ہونا چاہیے اس کی تہہ میں کوئی ایسی بات ہے کہ اتنے بڑے کام کو یہ بھول جاتا ہے۔ اللہ کریم اس کا سبب ارشاد فرماتے ہیں۔

قلوبھم منکرۃ وہ قیامت کے بارے دلائل سنتے ہیں تو ان کی عقل قبول کرتی ہے وہ قرآن کے دلائل سنتے ہیں تو عقل کے لئے قابل قبول ہے۔ وہ حدیث کے، سنت کے دلائل سنتے ہیں علماء کی تقریریں سنتے ہیں کتابیں پڑھتے ہیں تو ان کے دماغ کے لئے وہ باتیں قابل قبول ہیں کہ یہ سب درست ہیں اور ایسا ہونا چاہیے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ باتیں دماغ تک رہتی ہیں ان کے دل ان باتوں سے انکار کر دیتے ہیں قلوبھم منکرۃ ان کے دلوں میں انکار ہے جیسے یہاں ترجمہ لکھا گیا ہے ان کے دل انکار کر رہے ہیں دل کیوں انکار کرتا ہے یاد رہے انسانی کردار اس کے دل کے تابع ہے دماغ کے تابع نہیں ہے عقل جو بھی سوچتی ہے۔ اس کی ساری سوچ اس وقت ختم ہو جاتی ہے۔ جب دل اسے اس کی سوچ کے خلاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آپ اگر جرائم پیشہ افراد کی Study فرمائیں یا مطالعہ فرمائیں جرم کی جو تھیوری ہے کبھی اس کا مطالعہ کریں کبھی ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو کوئی مجرم آپ کو اپنے جرائم میں مطمئن نظر نہیں آئے گا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کوئی ڈاکو ڈاکے ڈالنے پہ مطمئن نہیں ہے۔ کوئی چور چوری کرنے پر خوش نہیں ہے۔ کوئی جواری جوا کھیلنے پر خوش نہیں ہے۔ کوئی بدکار بدکاری کرنے پہ خوش نہیں ہے۔ کوئی شرابی ہمیشہ شراب پی کے خوش نہیں رہتا ان کے اندر سے کریدا جائے ان کے دل سے بات پوچھی جائے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ عقلاً" اسے برا سمجھتے ہیں۔ جمع تفریق کر کے جب دیکھتے ہیں تو اسے برا سمجھتے ہیں کرتے کیوں ہیں۔ دل میں وہ بات بیٹھ گئی ایسا کرنے کو دل چاہتا ہے کسی نے جواز تلاش کر لیا کہ معاشرے نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ لہٰذا میں معاشرے کو تباہ کروں گا کسی نے سرنڈر کر دیا مقابلے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں حالات کے ساتھ میں نشہ پی کے اپنی عقل ماؤف کر دوں گا اور ایک راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ لیکن عقلاً" وہ سارے ان جرائم کو اچھا نہیں سمجھا کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ تمہیں یہ کرنا چاہیے۔ دل ایسے فیصلے کیوں دیتا ہے یاد رہے دل میں دو قوتیں برسر پیکار رہتی ہیں۔ نیکی یا برائی۔ اللہ کے ساتھ تعلق اور اگر خدانخواستہ وہ نہ ہو تو وہ شیطنت کی آماجگاہ ہے۔ جس طرح سائنس کا ایک اصول ہے کہ فضا خالی نہیں رہتی آپ اس میں سے کہیں کوئی گیس خارج کر لیں کوئی دوسری گیس اس کی جگہ لے گی۔ خلا نہیں رہے گا فضا میں آپ نے دیکھا یہ جو طوفان اور آندھیاں آتے ہیں۔ ایک جگہ گرمی پڑی وہاں کی ہوا گرم ہو کر اوپر اٹھ گئی خلا نہیں ہوتا اطراف سے ہوا زور سے وہاں آتی ہے اور آندھی بن جاتی ہے بگولہ بن جاتا ہے طوفان بن جاتا ہے۔ اتنی تیزی سے آتی ہے کہ ہر چیز کو اڑاتی لے آتی ہے جگہ کو خالی نہیں فضا کو خالی نہیں رہنے دیتی۔ یہی حال دل کا بھی ہے اس میں خلا نہیں رہتا اس میں یہ تجلیات باری ہوں اللہ کا نور ہو' معرفت الٰہی ہو اور اس کا خاصہ ہے کہ جب اسے وہ تجلیات نصیب ہوتی ہیں تب اسے پہچان ہوتی ہے عظمت رسالت کی۔ اگر اس میں وہ جلا نہ آئے

وہ صفائی نہ آئے تو اسے وہ پہچان نصیب نہیں ہوتی اور عظمت رسالت اس میں جگہ نہ پکڑے تو محبت پیغمبرؐ نصیب نہیں ہوتی۔ جب یہ نعمتیں اسے نصیب نہ ہوں تو جیسے یہ نعمتیں اس میں سے اٹھتی ہیں تو شیطنت کے طوفان آتے ہیں۔ جھگڑے چلتے ہیں اس میں یہ جلا کر دینا چاہتا ہے پھر کائنات کو اطراف کو شہر کو خاندانوں کو یا خود کو پھر اپنے ہی خاندان کو اپنی ہی اولاد کو جتنی جتنی کسی میں قوت کار ہوتی ہے اتنے اتنے نتائج برآمد ہوتے ہیں ایک آدمی میں استعداد ہوتی ہے کلم کی اگر اسے اللہ سے تعلق نصیب ہوتا تو نیکی کی طرف انقلاب لانے کا سبب بن جاتا ہے۔ استعداد تھی انقلاب کی۔ اللہ سے تعلق نصیب نہ ہوا۔ دل شیطان کی آماجگاہ بن گیا اس نے زمانے کو برائی سے بھر دیا۔ ایک جہان کو برائی پہ لگا دیا۔ اپنے عہد کے لوگوں کو ایک برائی میں دھکیل کر چلا گیا۔ یہ ایک دل پہ وارد ہونے والی کیفیات کا اثر ہوتا ہے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے قومیں متاثر ہوتی ہیں بعض لوگوں سے ممالک متاثر ہوتے ہیں بعض اپنے ماحول ارد گرد اپنے قریے یا شہر کو متاثر کرتے ہیں اور بعض اپنے خاندان کو متاثر کرتے ہیں بعض صرف اپنی ذات تک محدود ہوتے ہیں۔ ہر ہر آدمی کی استعداد کار ہے اگر اس بندے کو جو صرف اپنی ذات تک اثر رکھتا ہے۔ تجلیات باری نصیب ہو جائیں تو کم از کم اس کی ذات کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جس کی قوت کار اس کے خاندان تک ہے اس ایک بندے کو وہ نعمت نصیب ہو جائے اس خاندان کا بخت کھل جاتا ہے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جسے شہر کی استعداد ہے جسے ملک کی استعداد ہے جسے ایک قوم کا نصیب بدلنے کی استعداد ہے اسے یہ نور نصیب ہو جائے تو قوموں کے نصیب بدل جاتے ہیں۔ اور قومیں بہتری کی طرف چل پڑتی ہیں۔ یہ استعداد من جانب اللہ تخلیقی طور پر لوگوں کو دے دی گئی ہے کوئی مدرسہ 'کوئی سکول' کوئی شیخ' کوئی پیر یہ استعداد گھٹا بڑھا نہیں سکتا یہ فطری ہے مدرسہ سکول ادارہ شیخ پیر استاد اس قلب میں وہ تصرف کر سکتا ہے کہ برائی کی جگہ نیکی آئے۔ اس وقت جب وہ صاحب قلب آمادہ ہو یہ یاد رہے کہ خود آدمی کے دل میں خلوص کے ساتھ طلب پیدا نہ ہو دنیا کا کوئی شیخ اس کے قلب میں تصرف نہیں کر سکتا اس لئے کہ اللہ نے یہ کسی کو اجازت نہیں دی کہ وہ دوسرے کا تعلق اس کی منشا کے بغیر اللہ کے ساتھ جوڑ دے۔ اس کلم سے اللہ نے خود آقائے نامدارؐ سے ارشاد فرما دیا تھا۔ انک لا تھدی من احببت ولاکن اللہ یھدی من یشاء آپ جسے چاہیں اس کا دل صاف ہو جائے یہ ممکن نہیں ہے یہ معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اب جو اپنا دل صاف کرانا چاہتا ہے اس کا دل صاف ہو جائے گا۔ آپؐ کی ایک نظر ہے وہ عظمت کی بلندیوں پہ پہنچ جائے گا۔ آپؐ کے وجود عالی پہ اس کی ایک نظر پڑ گئی تو شرف صحابیت سے نوازا جائے گا۔ لیکن تب جب خود اس کا اپنا فیصلہ ہو گا کہ مجھے یہ نعمت حاصل کرنا ہے اور یاد رہے اللہ کے ساتھ ریاکاری نہیں چلتی۔ معاملہ کھرا کھرا رہتا ہے دلوں میں یہ تباہی کیوں آتی ہے۔ دل کیوں اس طرح ویران ہوتے ہیں۔ دل کیوں اس طرح اجڑتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ بندے کی فطرت میں میں نے ایک شے رکھی ہے۔ وہ اس کی اپنی ذات کے بارے ایک احساس ہے کہ میں بھی ایک وجود رکھتا ہوں۔ یہ نعمت اسے اس لئے دی گئی ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے نہ جھکے جسے علامہ اقبال مرحوم نے خودی سے تعبیر کیا ہے۔ یہی وہ وصف ہے جو ہر بندے میں موجود ہے اور اسے دوسرے کے آگے جھکنے سے آڑے آتا ہے

اسے روکتا ہے۔ کوئی اس کی تذلیل کرنا چاہے تو اسے بھڑکاتا ہے کوئی اسے جھکانا چاہے تو وہ اسے ہمت دلاتا ہے یہ اس لئے ودیعت کیا گیا مزاج انسانی میں کہ اللہ کے علاوہ بندہ کسی کے آگے نہ جھکے۔ لیکن جب اس کے استعمال کا طریقہ نہیں آتا تو جب یہ اپنی حد سے بڑھتا ہے تو یہ بندے کو خود اللہ کے مقابل کھڑا کر دیتا ہے وہ زبان سے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ بے شک نہ کرے اپنے کردار سے یہ ثابت کرتا ہے کہ میری رائے جو ہے وہ درست ہے۔ اللہ کے احکام کے مقابلے میں بھی اور سنت خیر الانامؐ کے مقابلے میں بھی آپ اپنے ماحول میں اپنے ارد گرد سینکڑوں دفعہ دیکھیں گے ہم اپنے کردار پہ نظر کریں تو ہمیں سمجھ آئے گی کہ بعض دفعہ ایک کام مسنون ہوتا ہے ہمیں کرنے سے ہچکچاہٹ اس لئے ہوتی ہے کہ اس میں بے عزتی ہو گی بدنامی ہو گی۔ اب اس چھوٹے سے جملے کا تجزیہ کریں تو سمجھ آئے گی کہ جس نے حکم دیا ہے معاذ اللہ وہ زد' ذات باری پہ آئے یا اللہ کے نبیؐ کی ذات پہ آئے ہم یہ رائے دے رہے ہیں کہ یہ حکم دینے والے نے تو شاید انسانوں کو رسوا کر دیا۔ میں اس کے خلاف کر کے عزت حاصل کروں گا یہ جو صفت ہے جب یہ اس طرح اپنی حد سے بڑھتی ہے تو اسے تکبر کہتے ہیں۔ اگر یہ اپنی حد میں رہے تو یہ بندے کی خودی ہے۔ اس کی غیرت کی محافظ ہے اس کے ایمان کی محافظ ہے اس کے کردار کی محافظ ہے اور وہ اسے اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے منسلک رکھتی ہے اور ان کے علاوہ کسی کی طرف توجہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی وہ نہ بادشاہ سے ڈرتا ہے نہ کسی سلطان سے نہ وہ کسی طوفان سے ڈرتا ہے نہ کسی ہلاکت آفریں ہتھیار سے۔ اس کا ڈر صرف اور صرف اللہ کی ناراضگی کا ہوتا ہے اسے ڈر ہوتا ہے تو صرف نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ناخوش ہونے کا اس کے علاوہ باقی سارے ڈر وہ اس کی خودی یا خودداری آپ جو بھی کہیں وہ برداشت کر جاتی ہے وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتی یہی خودی جب اپنی حد سے بڑھتی ہے تو یہ تکبر بن جاتی ہے اور بڑی عجیب بات ہے کہ ہر متکبر آدمی اللہ کے سامنے اکڑتا ہے اور پھر ایک ایک چیز سے ڈرتا ہے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہر وہ متکبر جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے احکام کے سامنے اکڑتا ہے اسے اس دنیا میں بطور سزا اس پہ ہر چیز مسلط کر دی جاتی ہے وہ زمانے سے ڈرتا ہے لوگوں سے ڈرتا ہے حاکموں سے ڈرتا ہے حکومت سے ڈرتا ہے افراد سے ڈرتا ہے دشمنوں سے ڈرتا ہے دوستوں سے ڈرتا ہے بیماریوں سے ڈرتا ہے اس کی زندگی بے شمار قسم کے خوفوں کا مجموعہ بن جاتی ہے اس عبرت ناک صورت حال سے بچانا اور اللہ جل شانہ' کی معرفت عطا کرنا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق استوار کرانا یہ شیخ کا کام ہے اگر تو یہ نعمت نصیب ہو تو الحمد للہ اور اگر واقعہ اس کے خلاف ہو تو پھر سمجھ لیجئے کہ ہم نے وقت ضائع کیا ہے پھر ہمیں تلاش کرنا ہو گا کہیں کوئی مسنگ لنک ہے اگر وہ مسنگ لنک شیخ میں ہے تو پھر کسی کو بھی فائدہ نہیں ہونا چاہیے اگر پیر میں نقص ہے استاد میں نقص ہے شیخ میں وہ مسنگ لنک ہے تو پھر کسی بھی طالب کو فائدہ نہیں ہونا چاہیے۔ کسی کو بھی محبت الٰہی نہیں ملنی چاہیے۔ کسی کو بھی تعلق رسالتؐ نہیں ملنا چاہیے کسی دل میں بھی یاد الٰہی نہیں بسنی چاہیے کسی کے کردار کی بھی اصلاح نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر ایسا نہیں ہے ہمارے ساتھ ہی آئے ہوئے ہمارے ساتھ ہی ٹھہرے ہوئے بعض لوگ آنے سے پہلے مختلف زندگی گذار رہے تھے اور آنے کے بعد

ان کی زندگی میں مثبت انقلاب آگیا آنے سے پہلے ان کی سوچیں منفی تھیں آکر مثبت ہو گئیں کردار میں مثبت تبدیلی آگئی انہیں اللہ کی یاد آنے لگی انہیں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا احساس ہونے لگا اور مجھے نہیں ہو رہا تو پھر غلطی شیخ کی یا استاد کی نہیں پھر مجھے اپنا تجزیہ کرنا ہوگا کہ کہیں کسی جگہ مجھ سے کوئی کوتاہی ہو رہی ہے۔ میں فلسفہ بیان نہیں کرنا چاہتا اور نہ میں کوئی دھواں دھار تقریر کرنا چاہتا ہوں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ جب اپنی زندگیاں سلسلہ عالیہ سے وابستہ کر چکے ہیں اپنی بہترین محنت اس کے ساتھ وابستہ رہنے کے ساتھ صرف کر چکے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ کل فردا حشر میں مجھے بھی شرمندگی ہو اور آپ بھی شرمندہ ہوں دنیا تو بیت جائے گی حکومتیں بدل جائیں گی وقت گذر جائیں گے اگر کسی کا عیش و عشرت میں بیتا تو جو تکلیف و کلفت میں ہے وہ بھی ہمیشہ نہیں رہے گا اس دار دنیا سے ہم سب چلے جائیں گے لیکن ایک دن اس طرح ہم سب کو ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے خدا کے لئے اپنے اس وقت کو سامنے رکھ کے اپنا تجزیہ کیجئے گا اور یہ ضروری ہے بعض لوگ جنہیں کوئی شیخ نہیں ملتا بعض لوگ جنہیں کوئی تربیت کرنے والا نہیں ملتا اس کے باوجود جنہیں کسی نے پڑھایا نہیں ہوتا جن کے پاس کوئی علم نہیں ہوتا اس کے باوجود ان کے دلوں میں ایسی طلب الٰہی ہوتی ہے کہ اس سب محرومی کے باوجود وہ عظمت الٰہی سے سرشار ہوتے ہیں اور محبت رسالت سے ان کے سینے بھرے ہوتے ہیں میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہمارے یہاں ایک کاشتکار ہوا کرتا تھا جو بالکل جاہل مطلق ان پڑھ تھا الف ب ت نہیں جانتا تھا عمر کا بیشتر حصہ جیلوں کی نظر ہوا گاؤں کی لڑائیوں میں اس کا نام پہلے ہوتا تھا اور سزا پانے والوں میں بھی پہلے ہوتا تھا کہ کوئی اس کے مقدمات کی پیروی کرنے والا نہیں ہوتا تھا اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے کہ وکیل بھی کر سکے لیکن اس میں ایک بات تھی اس کا گھر اس کی جیل اس کا سفر اس کا حضر کوئی مصروفیت اسے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے سے کبھی روک نہیں سکی۔ پتہ نہیں کیوں۔ کیوں باقاعدہ نمازیں پڑھتا تھا جب کہ کسی مولوی کا وعظ نہیں سنتا تھا کسی پیر سے بیعت نہیں تھا۔ کسی نے اسے اللہ اللہ کرنا سکھایا نہیں تھا کچھ نہیں جانتا تھا سوائے اس کے کہ جو پیدائشی طور پر ہم والدین سے گھروں میں سن کر جانتے ہیں گھروں میں اللہ کے بارے اللہ کے نبیؐ کے بارے جو نماز اسے دادی نے یاد کرا دی بابا نے یاد کرا دی وہی اسے یاد تھی جو اوقات بزرگوں نے بتا دیئے وہ اسے پتہ تھے اس کا سفر و حضر اس کے سجدوں سے آراستہ رہتا تھا۔ کچھ لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ دوپہر کا وقت تھا مجھے گاؤں سے باہر راستے میں ملا اور مجھے سمجھا رہا تھا کہ تم اس طرح اکیلے نہیں نکلا کرو بڑا خطرہ ہے مارے جاؤ گے۔ اللہ مالک ہے کام تو کرنے ہیں دنیا کے، میرا دوست بھی تھا۔ مجھے نصیحت کر کے چلا گیا جنگل میں ڈیرہ تھا اس کا دوسرے دن صبح پتہ چلا رات خود قتل ہو گیا۔ قتل کر کے انہوں نے اس کی لاش چھپا دی ایک پہاڑی چٹان میں بہت گہرا کھڈا تھا اس میں پھینک دی۔ سو ڈیڑھ سو فٹ نیچے چلی گئی پھر وہ بتاتے نہیں تھے کہاں کی۔ چھ سات دن پولیس ان پہ تشدد کرتی رہی ساتویں دن انہوں نے نشاندہی کی رسوں سے باندھ باندھ کر لوگوں کو نیچے اتارا گیا ساتویں دن انہوں نے وہاں سے لاش نکلی سخت گرمی کا موسم تھا پوسٹ مارٹم کے لئے چلی گئی آٹھواں دن پوسٹ مارٹم میں لگ گیا۔ قتل ہونے کے نویں دن بعد میں نے اسے دیکھا جب اسے غسل دے

رہے تھے۔ اس کا سر پھٹا ہوا تھا پیٹ چاک تھا۔ بدن پھٹا ہوا تھا لیکن ترو تازہ تھا کوئی اس کے جسم میں فرسودگی نہیں تھی۔ کسی طرح کی کوئی Smell نہیں تھی۔ کوئی اثر موت کا دور دور نظر نہیں آتا تھا۔ غسل دینے والے نے میرے سامنے گردن کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس طرح اٹھایا تو اس کا منہ کھل گیا سر نیچے رکھا تو منہ بند ہو گیا۔ جیسے آدمی تھوڑی دیر کے لئے بے ہوش ہو گیا ہو جس جنگل میں درندے رات نہیں رہنے دیتے اس میں اسے کسی کیڑے کسی مچھر کسی مکھی تک نے نہیں چھوا۔

سورج کی یہ تمازت جو فریج میں دوسرے دن چیزیں خراب کر دیتی ہے۔ یہ آٹھ دن اس کے مردہ وجود کو کچھ نہیں کہہ سکی کیوں؟ اس کیوں کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے کہ وہ کسی پیر کا مرید نہیں تھا وہ عالم نہیں تھا وہ صوفی نہیں تھا اسے کسی نے اللہ اللہ بتایا نہیں تھا پھر بھی اس نے طے کر لیا ہوا تھا دل سے کہ اللہ کا بندہ ہے۔ اپنی ساری خطاؤں کے ساتھ اپنی ساری جہالت کے ساتھ اپنی ساری انسانی کمزوریوں کے ساتھ اس نے اللہ کی عظمت کو قبول کر رکھا تھا وہ صرف اور صرف ہر فرد کو جو اللہ نے قوت فیصلہ دی ہے جس سے اگر وہ مثبت فیصلہ کرے تو قرآن حکیم انابت کا نام دیتا ہے فرماتا ہے یھدی الیہ من ینیب جس کے دل میں انابت آ جائے اللہ اپنی طرف راستہ خود سمجھا دیتا ہے کسی کے کشف کی بات میں نہیں کر رہا کشف میں تو غلطی لگ سکتی ہے لیکن جو میں کہہ رہا ہوں وہ تو ساری دنیا کی ایک بات ہے اور بے شمار لوگوں کے سامنے ہے اور اس کا اکیلا میں گواہ نہیں ہوں بلکہ پچھلے دنوں میں زمینوں پہ بیٹھا تھا تو کچھ لوگ میرے پاس آ کر بیٹھے تو میں انہیں یاد دلوا رہا تھا کہ تمہیں یاد ہے تو کہنے لگے ہاں غسل میں بھی موجود تھے اور ہم ابھی تک حیران ہیں یہ عجیب بات ہے میں نے کہا کوئی عجیب نہیں ہے۔ موت ان کے لئے ہے جو اللہ سے دور ہو جاتے ہیں' خواہ وہ مادی دنیا میں چلتے پھرتے ہوں کھاتے پیتے ہوں لیکن دراصل وہ مر چکے ہیں۔ وہ اجسامھم قبل القبور قبور ھم ان کے وجود قبر میں جانے سے پہلے ان کے ارواح کی قبریں بن چکی ہیں۔ وہ جو قرآن حکیم نے فرمایا انک لا تسمع الموتی اے میرے حبیبؐ یہ مردے آپؐ کی آواز نہیں سنتے۔ اس معنی میں۔ حضورؐ کبھی قبرستانوں میں وعظ فرمانے نہیں جاتے تھے۔ اس سے مراد وہی مردے ہیں جو مادی زندگی میں چلتے پھرتے کھاتے پیتے جن کے ساتھ حضورؐ محنت فرماتے تھے لیکن عند اللہ تعلق الٰہی کے اگر پیمانے سے ماپا جائے تو وہ لوگ مر چکے ہیں اور جنہیں اللہ سے وہ تعلق نصیب ہوتا ہے وہ موت کی رسائی سے آگے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے موت صرف ایک مکان سے منتقل ہو کر دوسرے مکان میں جانے کی عالم دنیا سے برزخ میں جانے کی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ولینتقلون من المکان الی المکان ایک مقولہ ہے کہ اللہ کے بندے مرا نہیں کرتے۔ ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھروں میں جاتے ہیں تو یہ ساری محنت یہ سارا آنا جانا یہ ساری ملاقاتیں اس بات کے لئے نہیں ہیں کہ ہم بیٹھ کر گپیں لگائیں۔ اس بات کے لئے نہیں ہیں کہ ہماری دوستی آپس میں ہو جائے یہ بھی مقصد نہیں ہے کہ ہماری ایک دوسرے سے واقفیت ہو جائے۔ مقصد یہ ہے کہ دل سے انکار کے بادل چھٹ جائیں یہ جو فرمایا قلوبھم منکرہ یہ جو دل انکار کر دیتا ہے حقائق کا اس سے انکار کے بادل چھٹ جائیں اور اس میں وہ چشم بصیرت آ

جائے اسے ارشادات باری پہ بھی یقین کامل ہو اور اسے ارشادات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ بھی یقین کامل ہو۔ میری آج کی گذارش کا یہ ایک پہلو ہے' وقت کا دامن تنگ ہو رہا ہے میں اپنی بات سمیٹنا چاہوں گا لیکن اس کا دوسرا پہلو میں ضرور آپ کے سامنے رکھوں گا۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس بات پہ آپ کا ضمیر آپ کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اسے آپ اپنے ماحول میں اپنے معاشرے میں اپنے اردگرد پھلتا پھیلتا پھوٹتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر دل سے انکار کے بادل چھٹ جائیں اور اسے محبت الٰہی اور معرفت الٰہی اور عظمت رسالت نصیب ہو جائے تو پھر ہم سب مکلف ہیں اس نعمت کو روئے زمین پر پھیلانے کے ہم سب مکلف ہیں پوری انسانیت کو یہ پیغام حق دینے کے۔ کنتم خیر امت اخرجت للناس الناس میں اولاد آدم آ جاتی ہے جہاں کہیں اولاد آدم بستی ہے اس تک یہ پیغام پہنچانا یہ ہم سب پر فرض ہو جاتا ہے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اب یہ اجتماعی کام ہے اور جمع کے صیغے سے ارشاد ہوا ہے کسی فرد واحد کو ارشاد نہیں فرمایا کنتم خیر امتہ۔ پوری امت کو خطاب فرمایا ہے اور سب کو کہا کہ تم ایک بہترین امت ہو اخرجت للناس۔ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اولاد آدم کی نگہداشت کرو۔ کس طرح سے تامرون بالمعروف نیکی کا حکم دو قرآن حکیم کے الفاظ پر غور کیجئے گا قرآن حکیم نے نیکی کرنے کے لئے اپیل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ نیکی کے لئے گذارش کرنے کا حکم نہیں دیا۔ مشورہ دینے کا حکم نہیں دیا۔ فرمایا نیکی کا حکم دے سکو تامرون بالمعروف نیکی کا حکم کر سکو وتنھون عن المنکر اور برائی سے روک سکو۔ وتومنون باللہ۔ یہ پیمانہ ہے اللہ کے ساتھ ایمان کا۔ اب نیکی کا حکم دینے کے لئے کیا ہوگا نبیؐ جب ہجرت فرما رہے تھے تو آپؐ کی دعا جو قرآن حکیم میں منقول ہے قل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اے بار الٰہ میرا کسی گھر میں کسی شہر میں داخل ہونا بھی حق کے لئے کر دے محض حق کر دے میں حق کے سوا کسی دوسری بات کے لئے کسی قریے میں کسی شہر کسی گھر میں کسی قوم میں داخل نہ ہو جاؤں اور میرا یہ شہر چھوڑنا بھی ہجرت کرنا بھی کسی شہر سے چلے جانا بھی اسے بھی حق کے لئے کر دے اور مجھے وہ قوت دے وہ طاقت دے ایسی طاقت جس کے ساتھ تیری نصرت تیری مدد شامل ہو اور میں اس حق کو عالم پہ اس کا بول بالا کر دوں۔ اپنے شہنشاہ بننے کے لئے نہیں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے نہیں۔ احقاق حق کے لئے اللہ سے طاقت طلب فرمائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم دینے کے لئے آپؐ کو حکومت کی اور طاقت کی ضرورت تھی۔ یار کمال ہے چودہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہو اور حکم دینے کی طاقت کافرانہ نظام کے پاس ہو۔ چودہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہو اور معاشی نظام چلانے کے لئے کافرانہ نظام کے پاس اختیارات ہوں چودہ کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہو اور عدالتی نظام چلانے کے لئے زمام اقتدار کفر کے ہاتھ میں اور کافرانہ نظام کے ہاتھ میں ہو تو تف ہے ہماری زندگی پر بھی اور ہمارے دعووں پر بھی۔ مجھے کسی سیاسی پارٹی سے کچھ لین دین نہیں ہے نہ میں ان پارٹیوں کا قائل ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارے فریب ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کر کے ان پر اپنے آپ کو مسلط کرنے کے مختلف ناموں سے مختلف چھاپوں سے کسی نے اسلام کے نام پر کسی نے دولت کے نام پر کسی نے کسی اور نام پر اپنی پارٹی کی بنیاد

رکھ کے لوگوں کو اس کے جادو میں پھنسا کر اپنے لئے اقتدار کا راستہ پیدا کیا ہے ہم نے گزشتہ پچاس سالوں میں اس کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا خواہ ہماری پارٹی کے نام کے ساتھ دینی نام وابستہ ہو یا غیر دینی ہو اس کے ساتھ سوشلزم وابستہ ہو یا کوئی اور نظام حاصل سب کا کسی ایک فرد کا اقتدار ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لہٰذا یہ سارے فریب ہیں ان پارٹیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں جو خود کو ان پارٹیوں کا ممبر سمجھتے ہیں ایک ہی پارٹی ہے اور وہ یہ ہے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا دین دوسری پارٹیاں حزب الشیطان جو حزب اللہ میں نہیں ہیں وہ حزب الشیطان میں ہیں وہ اپنے نام کے ساتھ مسلم لیگ لکھیں یا پیپلزپارٹی لکھیں یا کوئی اور دینی جماعت لکھ لے اگر وہ حزب اللہ میں نہیں ہے تو حزب الشیطان میں ہے دو ہی پارٹیاں ہیں۔ کفر اور اسلام' اللہ کی پارٹی شیطان کی پارٹی' حق اور باطل کوئی تیسری پارٹی نہیں ہے سب فریب ہے۔ لہٰذا میں کسی پارٹی کے خلاف بات نہیں کر رہا میں باطل کے خلاف کر رہا ہوں اور انشاء اللہ کرتا رہوں گا یہ ہمارا فرض ہے ہمارے ذمے ہے کہ ہم باطل کو باطل کہیں اس میں نہ کسی حاکم کا خوف نہ کسی حکومت کا ڈر نہ کسی بیرونی طاقت کا خوف نہ قتل ہونے یا مارے جانے کا کوئی خدشہ اس سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ انشاء اللہ العزیز

حق بات نہ تیغ سر دار کریں گے
یہ جرم جو زندہ ہیں وہ سو بار کریں گے

ہم سب پر یہ واجب ہے کہ ہم اس وطن عزیز میں دین برحق کی حکومت قائم کریں اگر ہم اپنے ملک پر اپنی قوم پر اس خطہ زمین پر جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے دین کو غالب نہیں کر سکتے تو دنیا سے بات کرنے کی جرات کہاں سے لائیں گے جب کہ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم دنیا سے بات کریں۔ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بات کریں اور کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے بتا سکیں کہ تمہارے اس نظام میں یہ خرابی ہے تمہارے اس دعوے میں یہ جھوٹ چھپا ہوا ہے تمہارے اس کردار میں یہ خرابی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ دنیا کی وہ طاقتیں جو آج امن کی نقیب بنی ہوئی ہیں اس وقت ایک سو تیس ملکوں میں خانہ جنگی ہو رہی ہے جنہیں امریکہ اسلحہ سپلائی کر رہا ہے جبکہ امریکہ سب سے بڑا امن کا داعی بنا ہوا ہے۔ کردار یہ ہے کہ اگر ان ملکوں میں خانہ جنگی بند ہو جائے تو امریکہ کی معیشت کو دھکا پہنچتا ہے اس کے ہتھیار نہیں بکتے اس کا گولہ بارود نہیں بکتا۔ انسانی حقوق کی بات تو کرتا ہے لیکن لوگوں کے اربوں لوٹے ہوئے ڈالر کھربوں لوٹے ہوئے ڈالر اپنے بینکوں میں رکھتا ہے ان کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں اکاؤنٹ ہولڈر بناتا ہے اس لئے کہ وہ سارا لوٹ کا خون امریکہ کی رگوں میں رگ جان بن کر دوڑ رہا ہے یہ اسے کون بتائے یہ جو میں بات کہہ رہا ہوں اس منبر پر اور محراب میں بیٹھ کر یہ تو ہوا میں منتشر ہو جائے گی یہ تو ایک فرد کی بات ہے یہ تو ایک آدمی کی آواز ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن اگر اس خاک پاک کو دین کی حکومت نصیب ہو جائے اور مسلمانوں کا امیر جسے مسلمان اس ملک کے نام اقتدار سونپ دیں وہ یہ بات کرے تو پھر بات اپنی قیمت رکھتی ہے کم از کم وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ کھربوں ڈالر پاکستان سے لوٹے ہوئے تم نے دبا رکھے ہیں وہ واپس کرو ہم تو بد دعا ہی دیں گے زیادہ کرلیں گے تو اور نا اہلوں کی بد دعا کبھی اثر نہیں کیا کرتی۔ ناکارہ لوگوں کی نہ دعا میں اثر ہوتا ہے نہ ان کی بد دعا میں ہوتا ہے وہ اپنی غرض سے دعا

بھی دیتا ہے اور اپنی غرض سے بد دعا بھی دیتے ہیں۔ جبکہ دعا کا اثر للمیت کے باعث ہوتا ہے اپنی اغراض کے باعث نہیں ہوتا۔

الحمد للہ اگر ہمارے دلوں کو اللہ نے جلا بخشی اگر ہمارے دلوں کو اللہ اللہ نصیب ہوئی ہے اگر ہمارے دلوں کو اللہ کی محبت نصیب ہوئی ہے تو اس پر اس کی جانچ آپ کے مراقبات نہیں ہیں۔ ایک دن میں ایک پل میں سارے مراقبات کرائے بھی جا سکتے ہیں اور ایک پل میں سارے مراقبات سلب بھی ہو سکتے ہیں اصل اعتبار اس کردار کا ہے اس فکر کا ہے جس کی تعمیر ضروری ہے کہ دل میں اگر اللہ کی عظمت بس گئی ہے تو پھر ہم اسے کائنات پر بسانے کی فکر میں ہوں گے اور اگر اسے انسانیت پر بسانے کی فکر نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے ابھی اپنے دل پر بھی نہیں آئی۔ یہ بات یاد رہے کہ اسلامی انقلاب امن کا نقیب ہوتا ہے فساد کا نہیں دین کے نام پر قتل و غارت گری دین کے نام پر عبادت خانوں پر بم پھینکنا مساجد پہ گولیاں چلانا یہ دین داری نہیں ہے بلکہ دین کے نام پر لوگوں نے اپنی اغراض اور مقاصد حاصل کرنے کا ظالمانہ طریقہ ایجاد کر لیا ہے دین باطل اور ناحق کو تو روکتا ہے لیکن افراد کو اسیر نہیں بناتا ظلماً" قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا کسی مجبور و مقہور کو لوٹنے کی اجازت نہیں دیتا اور یاد رہے کہ چوری اور لوٹ کے سرمائے سے دین کے کام نہیں ہوتے آپ کوئی بھی پاکیزہ عمارت بنانا چاہیں وہ لوٹ کے مال سے نہیں بنتی نہ بنائیں لاہور میں ایک مسجد بنی تھی اور بہت خوبصورت مینار بنا تھا لاہور میں مولانا احمد علیؒ تانگے میں سوار جا رہے تھے وہ زمانہ اتنا تکلفات کا اور گاڑیوں کی کثرت کا نہیں تھا تو انہیں بڑا پسند آیا مینار لیکن عمر کے آخری چار پانچ سال جو تھے ان کے اس میں ان کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی جو چیز نظر آتی تھی بتا دیتے تھے۔ یہ بھی بڑی ہمت کی بات ہوتی ہے کہ باتوں کو روک کے رکھا جائے پھر عمر کا تقاضا ہوتا ہے تو آپ کی عمر کے آخری چار پانچ سال میں بے شمار مشاہدات آپ نے بیان کئے جو بات سمجھ میں آئی بیان کر دیتے تھے اس مینار کو دیکھا تو محبت سے کہ مسجد کا مینار تھا اور کہنے لگے عجیب بات ہے یار یہ تو مسجد کا مینار ہے اور اس سارے میں تو ظلمت ہے تاریکی ہے اندھیرا ہے تو لوگوں نے بتایا جی اس کی تعمیر کے لئے ہیرا منڈی سے چندہ لیا گیا ہے یعنی یار لوگوں نے ہیرا منڈی لاہور سے چندہ لے کر مسجد کے مینار پہ لگا دیا اب وہ بننے کو تو بن گیا مادی صورت تو بن گئی لیکن صاحب نظر کو اس میں وہ بدکاری اور حرام کی ظلمت مسجد میں بھی نظر آ رہی تھی مسجد کا مقصد فوت ہو گیا اب جہاں وہ تاریکی ہو گی وہاں انوارات کہاں سے آئیں گے تو یہ مادی کردار جو ہے اس پر ملمع سازی دوسروں کے لئے تو ہو سکتی ہے خود اپنے لئے تو نہیں۔ جنہوں نے چندہ لگایا تھا وہ تو جانتے تھے وہ کہاں سے لے کر لگا رہے ہیں تو میرے بھائی اپنے سارے قیام اور اس سفر کا تجزیہ ان دو باتوں سے کیجئے سب سے پہلے یہ کہ اللہ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہو آخرت کی فکر آ جائے دل میں اور دل آخرت کے انکار سے باز آ جائے اس کے ساتھ اس میں تکبر نہ آئے اپنی بڑائی نہ آئے خود کو دوسروں سے بزرگ تر خود کو بڑا پیر خود کو دوسروں کا پیشوا نہ سمجھ لے یہ اللہ کی تقسیم ہے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں سے کام لے لیتا ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ کسی سے اپنے دین کی خدمت کا کام لے لے یہ کسی پیر کی پیری کا کمال نہیں ہے۔ وہ چاہے تو درخت کو یہ شرف

real culprits, creating a smoke screen behind which the West hides. They cannot bear to see Islam as the super power because they know that Islam will wipe out all their money making, unfair, evil deeds.

Islam is much more advanced than their so called modern, democratic and self destrution life style today. The main difference in the West and Muslims is that religion does not dominate their every day life where as we Muslims have religion always uppermost in our minds, and we make no divisions between secular and sacred.

Also, among the many reasons for the rapid and peaceful spread of Islam was the simplicity of it's doctorine. Islam calls for faith in only one God worthy of worship. It also repeatedly instructs us Muslims to use our powers of intelligence and observation.

Within a few years, great civilizations and universities were flourishing, for accordance to Prophet Muhammad (SAW) seeking knowledge is an obligation for every Muslim, man & woman. Islam brought about great advances in medicine, mathematics, physics, art, literature, geography, architecture which were all transmitted to medieval Europe from Islam.

Islam came as the defender of women and it entitled women to share in the inheritance of their parents. It gave women, centuries ago, the right of owning property. Prophet Muhammad (SAW) said "Women are the twin halve of men. The rights of women are sacred." "See that women are maintained in the rights granted to them. "This bold and explicit. declaration of the rights of women centuries and centuries before a Mill dreamt of writing on the "Subjecting Women" has no parallel in the pages of other divine Scriptures. Contrast with this, the attitude of the Bible which as a punishment of the sin of Eve makes wife a subject to her husband who is to rule over her. According to the old testament woman is responsible for the fall of man, and this became the corner stone of Christian teaching. It is a remarkable fact that the gospel (borring divorce, Mt. 19 : 9) contain not a word in favour of women. The epistles of St. Paul definitely insist that no change can be permitted in the position of woman. St. Jerome has aught but good to say of woman. "Woman is the gate of the devil, the road of evil, the staig of the scorpion." Canon law declares. "Man only is created to the image of God, not woman: therefore woman shall serve him and be him handmaid." The Provincial Council of Macon (6th Century) seriously discussed the question "whether woman had a soul at all" (Krafft - Ebing, Psychopathia Sexualis, page 4. n. 12th Ed.) The effect of the teachings of the Jewish rabbis and Christian Fathers was that in the course of history woman was represented as the door of hell, as the mother of all human ills. She should be ashamed at the very thaught that she is a woman. (Lecky, History of European Morals, II, page 357-358).

Islam grants full dignity to woman as a human being.

Each sex in meant to Complement the other. Woman is not sub-human. The two relation

Our Jihad

Joweria Zahid
Nottingham

The purpose of this article is to help Muslims who are not practicing Islam to it's full extent see where they stand in front of their creator and part of his creation: Humanity

We feel very privileged because we have been born in an Islamic family and we think that, that is it now we are Muslims. And so people seperate their lives into two sections automatically. This is the social life and the religious life. I believe that in Islam this does not exist and it cannot exist. Islam is a complete way of life. It is perfect. Islam tells you how to rule, how to live and even how to go to the toilet. Then why the partition? Why the religious life and the social life? Every thing should be done in accordance with Islam and that above all is what being a Muslim is all about.

The Problem with us is that we have been born into this religion. we do not realize how precious and how powerful our religion really is. We take Islam for granted and as time passes we become interested in the rest of the kuffar world and how they live and slowly we begin to forget Islam. In doing so we also forget that in. Islam that actually casts our very existence in this world, without this we are nothing.

Living in a kuffar country I realize how precious my religion is. There in this country and similarly in other European kuffar countries, not a week passes before Islam is attached by the media in newspapers and television. The media find it so crucial to attach Islam. How many of us sit down and think why this is done? Why do the media want to attack Islam? Why are they so bothered about us and our religion? Why do they not attack any other religions in the world?

The answer to all these questions is because they are threatened by us and our religion. They know how immensely powerful Islam is. They can see that Islam is the only sublime religion that can rule the world.

They can see that Islam can destroy all their corruption and deviant ways and they do not want to sit back and see all this happening because they want to be the only super power in this world. That is why they attack Islam, that is why they are so bothered. They feel threatened and so they use the media to make us look low, and to make us feel ashamed of our own religion so that we can be weak in front of them and so fax it has worked.

These days the super powers of the world know more about Islam and in tremendous depth than the ordinary Muslim man in the street.

They study our religion and analyze it in great depth. They want to know what power they are facing and to destroy it they want to understand it. After which they make long term plans for the future, which we Muslims cannot even think of in our wildest dreams, on how to destroy Islam little by little as time passes, and to stop fingers pointing at the

MONTHLY
AL-MURSHED
CPL # 3

اسرار التنزیل

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان کی دلکش
تحریر میں قرآن کریم کی ایک منفرد انداز تفسیر۔ کہ قرآن
کریم کو سمجھنا نہ صرف آسان بلکہ دلچسپ بنا دیا ہے
پڑھ کر خود ہی افادیت کا اندازہ لگائیے۔ اب تک
نو(۹) جلدیں چھپ چکی ہیں۔ آرٹ پیپر پر مجلد
اور آفسٹ پیپر پر عام مجلد دستیاب ہیں

اویسیہ کتب خانہ
اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ
ٹاؤن شپ لاہور

AWAISIA SOCIETY, COLLEGEROAD
TOWNSHIP LAHORE. PH: 5180467